SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, September, 5, 1993.

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at 6 O'clock in the evening, with Madam Acting Chairman (Dr. Noor Jehan Panezai) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم الله الرحمان الرحيم

لاتحسبن الذين يفرحون بما اتوا ويحبون ان بحمدوا بمالم يفعلو فلا
تحسبنهم بمفارة من العذاب ولهم عذاب اليم O من يعمل سواء
يجزبه ولايجدله من دون الله وليا ولا نصيرا ومن يعمل من الصلحت
من ذكراوانثى وهو مؤمن فاؤلئك يدخلون الجنة ولا يظلمون نقيرا O
فاما الذين امنو و عملو االصلحت فيوفيهم اجورهم و يزيد هم من
فضله واما الذين استنكفو اواستكبرو وافيعذ بهم عذاباً اليماً ولا يحدون
لهم مندون الله وليا ولا نصيرا O

ترجمہ : جو لوگ اپنے (ناپسند) کاموں سے خوش ہوتے ہیں اور (پسندیدہ کام) جو کرتے نہیں

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, September, 5, 1993.

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at 6 O'clock in the evening, with Madam Acting Chairman (Dr. Noor Jehan Panezai) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللہ الرحمان الرحیم

لاتحسبن الذین یفرحون بما اتوا ویحبون ان یحمدوا بمالم یفعلو فلا
تحسبنهم بمفارة من العذاب ولهم عذاب الیم O من یعمل سواء
یجزبه ولایجدله من دون الله ولیا ولا نصیرا ومن یعمل من الصلحت
من ذکراوانثی وهو مؤمن فاؤلئک یدخلون الجنة ولا یظلمون نقیرا O
فاما الذین امنو و عملو االصلحت فیوفیهم اجورهم و یزید هم من
فضله واما الذین استنکفو اواستکبرو وافیعذ بهم عذاباً الیماً ولا یحدون
لهم مندون الله ولیا ولا نصیرا O

ترجمہ : جو لوگ اپنے (ناپسند) کاموں سے خوش ہوتے ہیں اور (پسندیدہ کام) جو کرتے نہیں

ان کے لئے چاہتے ہیں کہ ان کی تعریف کی جائے۔ ان کی نسبت خیال نہ کرنا کہ وہ عذاب سے رستگار ہو جائیں گے۔ انہیں درد دینے والا عذاب ہوگا۔

(سورہ آل عمران آیت 188)

2۔ جو شخص برے عمل کرے گا اسے اسی (طرح) کا بدلہ دیا جائے گا اور وہ خدا کے سوا نہ کسی کو حمایتی پائے گا اور نہ مدد گار۔ اور جو نیک کام کرے گا مرد ہو یا عورت اور وہ صاحب ایمان بھی ہوگا تو ایسے لوگ بہشت میں داخل ہوں گے اور ان کی تل برابر بھی حق تلفی نہ کی جائے گی۔

(سورہ النساء آیت 123 ، 124)

3۔ تو جو لوگ ایمان لائے اور دستور کو تعلیم کیا اور اس پر عمل کرتے رہے اور نیک کام کرتے رہے وہ ان کو ان کا پورا بدلہ دے گا اور اپنے فضل سے (کچھ) زیادہ بھی عنایت کرے گا۔ اور جنہوں نے (بندہ ہونے سے) عار و انکار اور تکبر کیا ان کو وہ تکلیف دینے والا عذاب دے گا۔ اور وہ خدا کے سوا اپنا حامی اور مددگار نہ پائیں گے۔

(سورہ النساء آیت 173)

Leave of Absence

میڈم قائمقام چیئرمین: بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ leave applications جناب مزمل شاہ صاحب نے ناگزیر وجوہات کی بنا پر حالیہ مکمل اجلاس کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

میڈم قائمقام چیئرمین: جناب سرتاج عزیز صاحب ملک سے باہر ہونے کی وجہ سے مورخہ 30 اگست تا 2 ستمبر اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے اس لئے انہوں نے ان تاریخوں کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

میڈم قائم مقام چیئرمین: جناب ذوالفقار علی جاموٹ نے ملک سے باہر ہونے کی وجہ سے گزشتہ چوالیسویں اور حالیہ پینتالیسویں اجلاس کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

میڈم قائمقام چیئرمین: مخدوم حامد رضا گیلانی صاحب ذاتی مصروفیات کی وجہ سے مورخہ 24 اور 29 اگست کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے اس لئے انہوں نے ان ایام کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور فرماتے ہیں)

میڈم قائمقام چیئرمین: جناب سید عباس شاہ صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 28 اگست تا 5 ستمبر 1993 کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

Point of order

میڈم قائمقام چیئرمین: ایڈجرنمنٹ موشن، جی ڈاکٹر محمد ریحان صاحب آن پوائنٹ آف آرڈر۔

ڈاکٹر محمد ریحان: جناب والا! اس اجلاس میں 15 اگست کو میں نے ایک تحریک استحقاق پیش کی تھی جی 6 کے کوارٹرز کے بارے میں جس کے بارے میں متعلقہ وزیر صاحب نے فرمایا تھا کہ وہ اسی اجلاس کے دوران اس کا جواب دیں گے لیکن آج موجودہ اجلاس کا آخری دن ہے ہم چاہتے ہیں کہ آپ کی وساطت سے ان کا جواب سن لیں کہ اس بارے میں کیا فیصلہ ہو چکا ہے اس کے ساتھ ساتھ جناب 26 تاریخ کے سوالات کے جوابات میں وزیر صاحب نے لکھا تھا کہ 53 کوارٹرز ریٹائرڈ سرکاری ملازمین کے قبضے میں ہیں جو غیر قانونی طور پر رہتے ہیں۔ یہ باقاعدہ ریکارڈ پر موجود ہے تو ان لوگوں کو نکالنے کے لئے کب نوٹس دیئے جائیں گے؟

میڈم قائمقام چیئرمین: شکریہ جناب صوبیدار خان مندوخیل صاحب آن پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب صوبیدار خان مندوخیل: شکریہ جناب میں اپنے ایک ذاتی پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہوں۔ جناب والا! میرا ٹیلیفون کٹ گیا ہے تین چار روز، ہفتہ پہلے میرے ٹیلیفون کے کچھ نمبر disputed بل آئے تھے میں نے بریگیڈیئر صاحب کو وہ بل دیئے تھے انہوں نے وہ محکمے کو دیئے۔ اس کے باوجود میرا ٹیلی فون کٹ گیا ہے۔ اس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ یہ صرف میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ وزیر صاحب سے کہہ دیں کہ ہمارا ٹیلی فون فوراً لگوا دیں۔

میڈم قائمقام چیئرمین: جناب مندوخیل صاحب، متعلقہ وزیر صاحب یہاں موجود نہیں ہیں۔ جناب احمد فاروق صاحب کمیونیکیشن کے وزیر ہیں۔ وہ اس وقت موجود نہیں ہیں جو وزیر یہاں موجود ہیں وہ اس کو نوٹ کر لیں گے۔

جناب صوبیدار خان مندوخیل: محترمہ میرے بڑے ضروری فون آتے ہیں اور میں دوسرے گھر میں جا کر فون سنتا ہوں۔ تو یہ کب تک ہوگا؟ مجھے تو ایسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قصداً ہو رہا ہے۔ اس طرح ہمارے سینیٹروں کا استحقاق مجروح ہو رہا ہے۔ یہ تو ایک آخری ادارہ ہے اور سب سے اونچا ایوان ہے۔ بل بھی دیئے ہوئے ہیں یہ بریگیڈیئر صاحب سامنے بیٹھے ہوئے ہیں ان کو میں نے تصدیق کرنے کے لئے دیئے ہیں یہ disputed بل ہیں۔

میڈم قائمقام چیئرمین: جناب ڈاکٹر بشارت الٰہی صاحب، آن پوائنٹ آف آرڈر۔

Dr. Bisharat Elahi: Madam, today is the last day and I take this opportunity to bring to your attention and to the attention of this House the issue of the closure of the National Centres and the libraries. The previous Government was restrained from doing this but, I believe, the present Government has already done it. This is a very important issue and I hoped that it would be discussed in the present session. Unfortunately, this has not been the case. What else I would do at this juncture is to request through you to the honourable Minister sitting here that they should not do anything in haste. These libraries are very important; they are for the general public and if there are any deficiencies or any irregularities those should be rectified

rather than the libraries should be closed down. Thank you.

Madam Acting Chairman: Who is responsible for this?

Mr. Nisar A. Memon: Madam Chairman, I fully join in the views of the Senator and I fully realize that libraries are important for the country, for the people of the regions where these Centres are established. I want to assure him that in taking any action regarding the Pakistan National Centres, we are very conscious of the libraries. Therefore, we will make all attempts and, in fact, I want to give assurance to this House that the books that are there, will be housed in the alternate arrangements that are being made where every book which was otherwise available to the people of that particular city or location will continue to be available to them. Than you.

Madam Acting Chairman: Ali Khan Junejo Sahib, you want to say something.

Mr. Ali Khan Junejo: I had to answer but.

(مداخلت)

میڈم قائمقام چیئرمین: فصیح اقبال صاحب آن پوائنٹ آف آرڈر۔

سید فصیح اقبال: جناب چیئرمین صاحب! جو ہمارے میمن صاحب نے نہایت

خوبصورتی سے بات کی ہے میرا خیال ہے کہ یہ اتنے parliamentarian بن چکے ہیں۔ ان سے بہتر کوئی جواب نہیں دے سکتا۔ یہ لائبریری کی بات نہیں بات تھی closure of contres کی۔ لائبریری کا مجھے معلوم ہے کہ حکومت نے National Reconstruction department کا کیا حال بنا رکھا ہے۔ آج تک اس کی کوئی کتاب نہیں مل رہی۔ reference and research ختم ہوگیا۔ بات یہ تھی کہ جس وجہ سے اس منسٹری کو شروع کیا گیا تھا۔ آپ دیکھیں کہ یک جہتی کے لئے جب مشرقی پاکستان تھا، اس نے بڑا کام کیا ہے، ٹھیک ہے بعض جگہ شکایات پیدا ہوئی ہیں۔

میڈم قائمقام چیئرمین: جناب فصیح اقبال صاحب وزیر صاحب نے cover کر دیا ہے۔

سید فصیح اقبال: میں وزیر صاحب کو یہ بتا دوں کہ آج ہمارے ایک معزز لیڈر نے اور اس میں میرے خیال سے میاں صاحب بھی شامل ہیں بے نظیر صاحبہ کا ایک statement بھی آیا ہوا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ عوام کی رائے پر ہاؤس کی کمیٹی نے پاس کیا تھا ان سینیٹروں کو توڑا نہیں جائے گا۔ سابق وزیراعظم نے فیصلہ کیا تھا۔ اس کو توڑیں گے نہیں بلکہ اس کو improve کریں گے۔ اب چونکہ آپ نے close کر دیا ہے اور خبر آچکی ہے۔ ایک تو ان لوگوں کی ملازمتوں کا کیا ہوگا۔ دوسری چیز ہے کہ اس میں سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ دور دراز مقامات قلات، مکران، پشین میں اس کی utility بہت تھی شہر میں آپ سمجھ سکتے ہیں کہ یہ Mini-Parliament کے طور پر کام کر رہے تھے۔ اس کے لئے آپ نے اتنی خوبصورتی سے کہا کہ کتابیں محفوظ ہونگی اور عوام کو ملتی رہیں گی۔ نیشنل لائبریری کھل چکی ہے اور پاکستان کی سب سے بڑی لائبریری ہے لیکن وہاں کون لوگ جائیں گے۔ آپ جیسے ریسرچ سکالرز جائیں گے، تو میں سمجھتا ہوں یہ مسئلہ ہے اور ایک بڑا مسئلہ ہے SML کا آپ کو یاد ہوگا آپ نے رولنگ دی تھی کہ جب عبداللہ شاہ صاحب نہیں تھے، defer ہو گیا تھا۔ اس سلسلے میں سابق وزیرخزانہ نے وعدہ کیا تھا۔

میڈم قائمقام چیئرمین: آپ دوسرا issue اٹھا لائے ہیں۔ پوائنٹ آف آرڈر پر ایک issue پر بات کریں آپ تشریف رکھیں۔ جی جناب ڈاکٹر ریحان صاحب۔

ڈاکٹر محمد ریحان: میں نے جی 6 کوارٹروں کے متعلق پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا۔ جب کہ وزیر صاحب نے assurance دی تھی کہ وہ ضرور اس اجلاس کے دوران جواب دیں گے۔ اس کا جواب مجھے ملنا چاہیئے۔

میڈم قائمقام چیئرمین: علی خان جونیجو صاحب آپ جواب دینا چاہیں گے۔

Mr. Ali Khan Junejo: I am not in a position to give answer.

میڈم قائمقام چیئرمین: اس اجلاس کے دوران provide کرادیں گے آپ نے وعدہ کیا تھا۔

Mr. Ali Khan Junejo: This issue is in the Cabinet and I am not in a position to give answer to the honourable Senator.

میڈم قائمقام چیئرمین: ڈاکٹر ریحان صاحب اگلے اجلاس میں انشاء اللہ ---

I hope in the next session

جی صوبیدار مندوخیل صاحب میں نے آپ کو کہہ دیا ہے کہ متعلقہ وزیر صاحب موجود نہیں ہیں۔ متعلقہ وزیر صاحب ہوئے تو وہ آپ کو جواب دیتے۔

جناب صوبیدار خان مندوخیل: جب میرا ٹیلی فون نہیں لگے گا۔ میرا کاروبار یا ملنے والے لوگوں کے کام ہوتے ہیں وہ نہیں ہونگے۔

میڈم قائمقام چیئرمین: نوٹ تو کر لیا لیکن کوئی دوسرا وزیر آرڈر تو جاری نہیں کرسکتا۔ وہ تو متعلقہ وزیر ہی کرے گا۔ تشریف رکھیں، یوسف شاہین صاحب آن پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب یوسف شاہین: میں نے یہ مسئلہ پہلے بھی اٹھایا تھا کہ پاکستان ٹائمز کو جس کے بانی قائداعظم محمد علی جناح جو اس ملک کے بنانے والے تھے یہ بیچ رہے ہیں، پہلے بند کرا رہے تھے اب بیچ رہے ہیں اور اس کے ساتھ "مشرق" اور دوسری اخبار وہ سب بیچ رہے ہیں مگر ان حالات میں جبکہ ایک مہینے میں یہ لوگ جا رہے ہیں تو ان کو بیچیں تو نہیں کم از کم ہمیں میمن صاحب بتائیں کہ ان کو اتنا جلدی فیصلہ کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

میڈم قائمقام چیئرمین: تشریف رکھیں جی نثار میمن صاحب۔

جناب نثار اے میمن : میڈم چیئرپرسن صاحبہ! میرے خیال میں ہمارے معزز ممبر جو ہیں انہیں حال ہی کے اخبارات پڑھنے چاہئیں۔ انہوں نے کچھ ایسی اخباریں ضروری پڑھی ہیں جس میں یہ کہا گیا ہے کہ بند ہونے والا ہے۔ کچھ ہم سے پوچھ لیں کہ کیا ہونے والا ہے اور کیا نہیں ہونے والا تو ہم اس کا آپ کو جواب دیں گے۔ کیونکہ اگر اس مضمون پربحث کرنا ہے میڈم چیئرپرسن! تو اس کو پورا ایڈمٹ کیا جائے۔ میں اس کو پوری طرح discuss کرنے کے لئے تیار ہوں۔ چونکہ انہوں نے یہ نہیں کہا ہے میں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ پرسوں جس دن ہڑتال کی تھی اس دن میں وہاں گیا تھا میں "مشرق" کے لوگوں سے ملا ہوں میں نے "مشرق" میں خود جا کر دیکھا ہے ان کو ہدایت دی ہے کہ وہ اپنی سرکولیشن بڑھائیں بند کرنے کا سوال اس وقت کیسے ہو سکتا ہے؟ جبکہ میں on record ہوں کہ میں نے ان سے کہا ہے کہ آپ اپنی سرکولیشن کو بڑھائیے۔ جب بند کرنے کا وقت آئے گا یا کچھ کرنے کا وقت آئے گا ہم آپ کو بتائیں گے مگر اس وقت جب میں پہنچا

تو مجھے "مشرق" کے لوگوں نے اور وہ غریب لوگ جو وہاں کام کرتے ہیں انہوں نے اور جو جرنلسٹ ہیں جو اپنا کام تندہی کے ساتھ کر رہے ہیں انہوں نے یہ بتایا کہ کچھ اخبارات ان کے خلاف روزانہ کچھ نہ کچھ ایسی خبریں چھاپ دیتے ہیں کہ یہ بند ہونے والا ہے تا کہ ان کی سرکولیشن ختم ہو۔ تو میں نے اسی وقت بیان دیا کہ اخبار بند کرنے کا کوئی فیصلہ نہیں ہوا ہے اور میں آپ کو اس فلور پر بتانا چاہتا ہوں کہ کوئی فیصلہ اس طرح کا نہیں ہوا ہے کہ "مشرق" بند ہوگا۔ اور "پاکستان ٹائمز" بھی۔

میڈم قائمقام چیئرمین: شکریہ جناب، اگلا آئٹم نمبر 16 -

حافظ حسین احمد: نہیں جی بیٹھنے کے بعد کوئی فیصلہ نہ کریں -

میڈم قائمقام چیئرمین: جناب آئٹم نمبر 16 پروفیسر خورشید احمد صاحب۔ تشریف نہیں رکھتے۔ 18 ڈاکٹر محمد ریحان۔

Adjournment Motions

i) Re: Pakistanis mooren in Kuwait and Iraq during Desert Storm Operation.

Dr. Muhammad Rehan: Humbly I submit that routine proceedings of this honourable House be suspended and this matter of great importance concerning our nation be taken up. Because it has been reported in the daily 'Frontier Post' in its issue of 2nd August, 1993 that a large number of Pakistanis who got either moorned in Kuwait or Iraq during Operation Desert Storm are rotting in the jails of the above mentioned countries up-till now and their families are

facing untold miseries. Sir, this is a very important issue and I request that this may be taken up for discussion and the routine business be suspended accordingly.

Madam Acting Chairman: Who is to oppose?

جناب جسٹس (ریٹائرڈ) عبدالشکور الاسلام: میڈم نمبر ایک یہ کہ ......

میڈم قائمقام چیئرمین: نہیں جی پہلے آپ اس کو اپوز کریں گے؟

جناب جسٹس (ریٹائرڈ) عبدالشکور الاسلام: ہاں میں اپوز کرتا ہوں۔

میڈم قائمقام چیئرمین: جناب ڈاکٹر ریحان صاحب۔

ڈاکٹر محمد ریحان: جیسے پہلے میں نے عرض کیا کہ ہمارے اپنے پاکستانی بھائی جو کہ opration desert strom دوران کویت میں پھنس گئے یا عراق میں پھنس گئے اور ابھی تک وہاں کی جیلوں میں سڑ رہے ہیں۔ ان کے خاندانوں کو بڑی مشکلات اور مصائب کا سامنا ہے۔ وہ ہمارے ملک کے شہری ہیں اور یہ ہم پر اخلاقی قومی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ہم ان کے متعلق فکر مند ہوں ہم حکومت وقت سے کہیں گے کہ مناسب اقدامات کر کے ان کو وہاں سے رہائی دلائیں تاکہ وہ آکر اپنے بچوں، اپنے خاندانوں کے ساتھ مل جائیں۔ اس سلسلے میں بحث نہایت ضروری ہے۔

میڈم قائمقام چیئرمین: جناب عبدالشکور صاحب۔

Madam Acting Chairman: Abdul Shakur-ul-Salam Minister

for Defence.

Mr. Justice (Retd.) Abdul Shakur-ul-Salam: May I inform the honourable Senator that the 188 Pakistanis were made prisoners during the war. All of them have since been repatriated there are only 48 persons in jails for various crimes the efforts are being made by the government for their early repatriator whatever legal action to be taken on their behalf. Actually, I would request my honourable Senator not to press this motion as the presons who are in jails, efforts are being made to get them out also. Our Embassies are on it.

میڈم قائمقام چیئرمین: شکریہ جی، ڈاکٹر صاحب وزیر صاحب کی سٹیٹمنٹ کے بعد آپ .....

ڈاکٹر محمد ریحان: میں مشکور ہوں وزیر صاحب کا، انہوں نے تفصیل سے بیان دیا، وہ فگرز بھی انہوں نے بتا دیئے جو باقی 48 رہتے ہیں، انہوں نے کہا، بے شک اگر کوئی کسی کرائم میں ہے، تو criminal آدمی کو تو ضرور سزا ہونی چاہیئے۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اگر منسٹر صاحب یہ assurance دیں کہ وہ اس سلسلے میں ضرور بلاتاخیر اقدامات کریں گے تو میں اس کو پھر پریس نہیں کرتا۔

میڈم قائمقام چیئرمین: جناب عبدالشکور السلام صاحب۔

Mr. Justice (Retd) Abdul Shakur-ul-Salam: There are not 48, 45 persons who are in jails for crimes and efforts would be

made for assistance to be given to them.

میڈم قائمقام چیئرمین: Not pressed جی، اگلی نمبر 20 سید اقبال حیدر صاحب-
نہیں ہیں جی (dropped) نمبر 26 پروفیسر خورشید احمد صاحب-

حافظ حسین احمد: پوائنٹ آف آرڈر-

میڈم قائمقام چیئرمین: حافظ حسین احمد آن پوائنٹ آف آرڈر-

حافظ حسین احمد: محترمہ! میں نے 21 تاریخ کو ایک تحریک التوا دی تھی، ٹریڈنگ کارپوریشن آف پاکستان، کاٹن ایکسپورٹ کارپوریشن اور رائس ایکسپورٹ کارپوریشن ان تینوں کے بارے میں ......

میڈم قائمقام چیئرمین: کب تھی-

حافظ حسین احمد: یہ 21 تاریخ کو جی- وہ ان تینوں کارپوریشنوں کو بند کرنے والے ہیں اور تقریباً 7 ہزار سے زائد مزدور بیروزگار ہوں گے، اس لئے کہ وزیر صاحبان تشریف فرما ہیں-

میڈم قائمقام چیئرمین: یہ تو آج کے ایجنڈے میں نہیں ہے جی، میرے پاس آئی بھی نہیں ہے، تو میں یہ پتہ کرواتی ہوں ......

حافظ حسین احمد: یہ میرے پاس اس کی کاپی ہے، مجھے اس کی کوئی اطلاع بھی نہیں ہے، بلکہ یہ مسترد بھی نہیں ہوا ہے آپ کی طرف سے-

میڈم قائمقام چیئرمین: نہیں جی یہ میرے پاس آئی نہیں ہے، آئی ہوتی تو مسترد کی بات ہوتی ناں۔ میرے پاس ابھی وہ آئی نہیں ہے۔ وہ پتہ کرواتے ہیں جی، جی اگلی پروفیسر خورشید احمد صاحب، وہ نہیں ہیں، نمبر 48 سید فصیح اقبال صاحب۔

ii) Re: Reported increase in the Charges of Electricity.

Syed Faseih Iqbal: Madam Chairman Sahiba, it has been reported in a section of Press that WAPDA had increased its charges on various items which has caused a great resentment among the general public.

This issue is of immense public importance and one of recent occurrence. I therefore, move that the regular business of the House may be adjourned to discuss this important matter.

میڈم قائمقام چیئرمین: جناب خورشید مارکر صاحب، وزیر برائے واٹر اینڈ پاور۔ آپ اسے اپوز کر رہے ہیں۔

Mr. Khurshid K. Marker: Opposed.

میڈم قائمقام چیئرمین: جناب فصیح اقبال صاحب۔

(مداخلت)

سید فصیح اقبال: اس میں عرض یہ ہے کہ جو واپڈا نے ریٹس بڑھائے ہیں، ایک تو ابھی

گورنمنٹ کے اکنامک پیکج میں پرائم منسٹر صاحب نے جو کہا ہے، وہ سمجھ میں آنے والی بات ہے، لیکن انہوں نے کئی قسم کے ریٹس بڑھائے ہیں، پچھلے سال بڑھائے، اب فرنٹیئر کو جو رائیلٹی دے رہے ہیں، مجھے پتہ چلا ہے، ویسے دینا چاہیے تھا کیونکہ وہ ہمارے اکنامک اور فنانس کے ایوارڈ میں تھا کہ فرنٹیئر کو اپنا حصہ بجلی کی رائیلٹی کا ملے گا، یہ کہیں نہیں کہا گیا تھا کہ واپڈا اپنے وسائل سے دے گا، یہ اب لوگوں کے بلوں میں انہوں نے سرچارج لگایا ہے، اور اس طرح سے کوئی 3 ، 4 سرچارج ہیں چیئرمین صاحب! لوگوں کو اب بجلی لینا دوبھر ہو گیا ہے، بجلی لگانا ایک ایسی چیز ہو گئی ہے، اب یہ utility service نہیں رہی، پاکستان میں ایک تو IMF پھر ورلڈ بنک پھر ہمارے لوگوں نے جو اپنے بجٹ میں .... اور ان کی اتنی inefficiency ہے کہ جتنے break downs ہیں اس میں جو بجلی کا بل ہے، بجلی کا بل اس کا بھی آتا ہے جس کا 8 ، 8 گھنٹے ٹیوب ویل بند رہتا ہے- یہی وجہ ہے کہ بلوچستان اور سندھ اور فرنٹیئر میں لوگ پیسے نہیں دے رہے تھے، اس لئے نہیں دے رہے تھے کہ نادھندہ تھے، جو زمینداروں کو چھ چھ مہینے، تین تین مہینے یہ آپ کے ٹیوب ویل کنکشنز دیئے تھے لیکن بجلی مہیا نہیں کی گئی، بل آگئے ان کے، اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کی بڑی وجہ جہاں واپڈا کے سٹاف کی رشوت اور دوسری غفلت کا نتیجہ ہے، وہاں یہ بھی ہے کہ آج تک اس کے services stations کو کبھی repair نہیں کیا گیا، over loaded ہے، بیچ میں thefts ہیں اور وہ سارا بوجھ ایک common consumer کو برداشت کرنا پڑتا ہے، اور اس وقت جب میں نے دیکھا بل اس میں کوئی 7 جگہ پر fuel adjustment, surcharge اور کسی جگہ کوئی explanation نہیں ہے، آخر یہ چیزیں لوگوں کو مشتہر کریں کہ کیا نرخ حکومت نے بڑھایا ہے، ان کا basic unit کیا ہے، آج تک کسی کو نہیں پتہ کہ کتنا کس کو کس ceiling میں آپ residential area کو commercial area کو دیتے ہیں، یہ بلنگ کا نظام نہایت ناقص ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اب یہ وقت آگیا ہے کہ اگر واپڈا کو آپ نے ٹھیک نہیں کیا تو ان کا بل اتنا ہوگا جتنا لوگوں کی ...... wages کوئی آدمی پاکستان میں جو غریب ہے وہ بجلی اب نہیں لگا سکے گا کیونکہ اتنے زیادہ چارجز ہیں اور جو میں نے ابھی عرض کیا ہے فرنٹیئر کی رائیلٹی کا ہم نے پہلے ہاؤس میں بھی بتایا تھا کہ جس دن انہوں نے فرنٹیئر کو پیسہ دینا شروع کیا انہوں نے فوراً ایک اور سرچارج شروع کر دیا- اب لوگوں کو پاکستان میں کتنے سرچارج ہیں- اس بارے میں آج تک پاکستان میں فنانس نے کبھی اکاؤنٹنگ نہیں کی کہ جن چیزوں پر ایک مرتبہ ٹیکس لگ گیا وہ ٹیکس جاتا کہاں ہے اقراء سرچارج لگا ایجوکیشن پر خرچ نہیں ہوا- بھئی ایسی چیزیں آپ کر رہے ہیں جو illegal, unconstitutional ہیں- میں تو

سمجھتا ہوں کہ واپڈا کا جو ایکٹ ہے کیا یہ super consitiutional ہے۔ یہ 56 میں بنا تھا اس وقت 73 کا آئین نہیں تھا ورنہ میں واپڈا کو مانتا ہی نہیں ہوں اس لئے کہ 73 میں تو ہماری فیڈریشن کے اس میں نمائندے ہونے چاہئیں تھے۔ یہ اتنا بڑا انہوں نے بنایا ہوا ہے سفید ہاتھی اس کو ہر الیکٹیڈ گورنمنٹ نے یہی کہا کہ ہم اس کو ٹھیک کریں گے لیکن اتنے پاور فل اس کے لوگ ہیں وہاں جو ہیڈکوارٹرز میں ہیں کہ آج تک واپڈا کے ایکٹ کو کسی نے چھوا ہی نہیں consitution abrogate ہوگئے مارشل لاء لگا لیکن واپڈا کے قانون میں کوئی تبدیلی نہیں آئی اس کا مطلب ہے کہ اس میں سب کا مفاد ہے اور بڑی بڑی مچھلیاں اس میں ہیں بلکہ مگر مچھ ہیں اور ان کو دور کرنے کے لئے ابھی پٹ فیڈر میں ہمارے صوبے میں ایک contract دیا ہے جس میں الزام ہے کہ بارہ کروڑ لیا گیا ہے اسی ہاؤس میں آپ نے فیصلہ کیا تھا کہ واپڈا والے منسٹر صاحب اطلاع دیں گے کہ یہ contract کم بولی والے کو کیوں نہیں دیا لیکن جب پہلی وہ کیئرٹیکر گورنمنٹ آئی، بلخ شیر مزاری صاحب کی اس وقت راتوں رات دے دیا اور اس پر تیرہ کروڑ روپے کا الزام ہے۔ اب یہ زیر بحث نہیں ہے تو اسی قسم کی preference ہے۔ جو بھی ٹیکس ہے اپنا سارا بل یہ لوگوں کے اوپر صارفین پر زیادہ چارج کر کے ہی پورا کرتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ نہایت ناگفتہ بہ حالت ہے اس کو کم از کم مشتہر کریں اخباروں میں، کہ حکومت نے کتنا نرخ بڑھایا ہے پچھلی حکومت نے کتنا نرخ بڑھایا ہے تاکہ لوگ اندازہ کر سکیں کہ جو ہم پیسہ دے رہے ہیں وہ کتنا ہے۔ ورنہ یہ لسٹیں شائع کرنے سے ان کا کوئی مقصد پورا نہیں ہوگا۔ کیونکہ ابھی ہمارے دوست نے ٹیلیفون کی بات کی۔

اسی طرح سے یوٹیلیٹیز ہیں لوگوں کو بھی شکایت ہوتی ہے ان محکموں سے، آج یہ عالم ہو گیا ہے کہ یہ واپڈا اسی طرح سے ہے کہ اس کے 32 خانے ہیں 32 خانوں میں چارجز لگے ہیں بھئی ایک آدھ بتا دیں کہ آپ کا سرکاری نرخ کیا ہے۔ ورلڈ بنک کا تو آپ اس میں ظاہر نہیں کرتے آئی ایم ایف کا تو ظاہر نہیں کرتے۔ آخر یہ کون سا بل ہے اس میں 25 نشانیاں ہیں آپ کے پاس بھی بل آتا ہے۔ آپ دیکھئے کہ جو 1300 کا بل آتا تھا وہ 2600 کا آتا ہے۔ بجلی اب نقصان دہ ہے کیونکہ آپ کے چار چار گھنٹے کی

unscheduled لوڈ شیڈنگ ہے۔ دوسرے علاقوں میں رموٹ ایریاز میں تو لوگ اس میں پنجاب میں، سندھ میں، بلوچستان سے جہاں سے میں ہوں وہاں مکران میں تو چھ چھ دن بجلی نہیں آتی اور بل موجود ہے۔ اس قسم کے تو حالات ہیں تو سمجھتا ہوں کہ وزیر موصوف کو چاہیئے۔ کم از کم پریس کے ذریعے ہمیں بتائیں کہ حکومت نے کتنا نرخ بڑھایا ہے۔ کیا نرخ ہے اور ایک عام آدمی کو کم از کم گھریلو صارفین کے لئے کتنا بل آنا چاہیئے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ قومی مسئلہ ہے یہ ابھی حال ہی کا ہے اس پر بحث کی جائے۔ اس کو ایڈمٹ کیا جائے۔

میڈم قائم مقام چیئرمین: شکریہ! جناب پروفیسر خورشید احمد صاحب نمبر 26 یہی ایشو آپ کا جی، آپ اس پر اگر بولنا چاہیں پہلے آپ کا نام تھا مگر آپ تھے نہیں۔ ایشو آپ کا یہی ہے۔

پروفیسر خورشید احمد: میں اس کی مکمل تائید کرتا ہوں اور ساتھ ہی معذرت کرتا ہوں کہ مجھ سے تاخیر ہوگئی۔

میڈم قائمقام چیئرمین: اگر آپ اس پر بولنا چاہیں بول لیں۔

پروفیسر خورشید احمد: نہیں، اگر آپ مجھے اجازت دیں گی تو میں دوسری کو لے لوں گا کیونکہ فصیح صاحب نے اس پر تفصیل سے بات کر لی ہے۔ میں اس کی پوری پوری تائید کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کو ایڈمٹ کیا جائے۔

میڈم قائمقام چیئرمین: جناب یوسف شاہین صاحب آپ اس کے mover نہیں ہیں۔

جناب یوسف شاہین: میں اس پر ذرا سا بولنا چاہتا ہوں میں حمایت کرتا ہوں فصیح اقبال صاحب کی۔

میڈم قائمقام چیئرمین: تو جی پھر آپ اس کو شارٹ کریں۔

جناب یوسف شاہین: جی ہاں میں ویسے ہی شارٹ کرتا ہوں۔ واپڈا چھ ہزار میگا واٹ بجلی پیدا کرتا ہے۔ اس میں سے بلنگ صرف 2 ہزار میگاواٹ کی ہوتی ہے چار ہزار میگا واٹ تقریباً 52 ارب روپے کی یہ لوگ کھا جاتے ہیں اور پیسہ جو ہے وہ لوگوں سے وصول کرتے ہیں۔ ان کے چیئرمین کے ایریا آفس تین کروڑ روپے، سے لیکر دس کروڑ روپے مہینے پر بکتے ہیں۔ مطلب جیسے ہمارے ہاں تھانے بکتے ہیں۔ تین لاکھ روپے، دو لاکھ روپے، سے لیکر دس لاکھ روپے میں تھانے بکتے ہیں کچھ کراچی کے تھانے پچاس لاکھ میں بھی بکتے ہیں۔ اس طرح سے ان کے ایریا چیئرمین کے جو آٹھ آفس ہیں وہ تین کروڑ سے دس کروڑ روپیہ مہینہ میں بکتے ہیں اور ہر مہینہ کا جو پیسہ ہے یہ اوپر جا کر دیتے ہیں۔ اور ان کو کوئی چیک نہیں کر سکتا۔ اور یہ تقریباً 72 ارب روپے واپڈا والے سال میں کھا جاتے ہیں۔ سیدھا سیدھا حساب ہے سارے جہاں کو پتہ ہے یہ باقاعدہ اشتہار دیتے ہیں۔ کہ ہم چھ ہزار میگا واٹ میں اس کو دوبارہ repeat کرتا ہوں ......

میڈم قائمقام چیئرمین: بس آپ repeat نہ کریں اوروں نے بھی بولنا ہے، مختصر کریں۔

جناب یوسف شاہین: کہ چھ ہزار میگا واٹ بجلی پیدا کرتے ہیں اور بلنگ دو ہزار میگاواٹ کی ہوتی ہے باقی سب پیسہ کھا جاتے ہیں۔ کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو چیک کرا سکے۔

پروفیسر خورشید احمد: محترمہ! میں نے وقت بچانے کے لئے حمایت ہی کی تھی ورنہ کہنے کے لئے تو میرے پاس کچھ اعدادوشمار ہیں۔ اب چونکہ بات آگئی ہے تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ واپڈا کا جو ابھی سرچارج بڑھایا گیا ہے حقیقت یہ ہے کہ اس کی کوئی

justification نہیں ہو سکتی۔ اور وجہ اس کی بنیادی یہ ہے اور میں اس معاملے میں پورا ڈیٹا جمع کر رہا ہوں پچھلے دس سال میں بار بار اسی دعوے کی بنیاد کے اوپر کہ ہمیں سرمائے کی کمی ہو رہی ہے بجلی کی قیمت بڑھائی جا رہی ہے کبھی users کے نام سے کبھی surcharge کے نام سے بجلی مہنگی سے مہنگی ہوتی چلی جا رہی ہے اور اس کے جو ملک کی اکانومی کے لئے consequenses ہیں cost of production بڑھ رہی ہے ایک developing ملک کے اندر اس بات کی ضرورت ہے کہ energy ٹھیک ہو، اسی میں ہمارا comparative advantage ہے اور ہم اسے destroy کر رہے ہیں۔

واپڈا کی inefficiency اور corruption ایک ضرب المثل ہے۔ میں آپ سے یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ دنیا میں کہیں بھی جہاں تک میں نے مطالعہ کیا ہے transmission losses جو ہیں یا اسے جو transmission loss کہا جاتا ہے دنیا میں کہیں اتنے نہیں جتنے کہ ہمارے ہاں ہیں۔ وجہ اس کی کیا ہے بلاشبہ اس کی ایک وجہ ہمارا گرڈ سسٹم ہے لیکن 13 سے 14 فیصد 17 maximum فیصد، شاید اگر سارے الاؤنسز آپ دے دیں تو اس سے زیادہ اے سی اور گرڈز کی بنا پر wastage leakage نہیں ہو سکتی۔ لیکن leakage 30% اور 33 فیصدی کے درمیان رہا ہے گزشتہ سال کے اندر، اور اس کی بنیادی وجہ بجلی کی چوری ہے اس کی بنیادی وجہ کرپشن ہے۔ جس کی بنا پر contracts کر کے بجلی فراہم کی جاتی ہے جس کی بنیادی وجہ اس بات کو نہ ماننا ہے جو اس سے پہلے میں نے بھی اور میرے اور دوسرے سینٹرز نے بھی کہی تھی کہ آپ decentralize کیجئے اس کے distribution کے نظام کو، حتی کہ ڈسٹری بیوشن کو جنریشن سے الگ کر دیا جائے تو سفارشات کئی کمیشن کر چکے ہیں ٹیکنیشنز کی جو سفارشات رہی ہیں اس سے بہت سے معاملات کو بہتر بنایا جا سکتا ہے۔ پھر اس بات کی ضرورت تھی کہ چھوٹے سیکٹرز میں میٹرز لگتے تاکہ identify کر سکتے آپ کہ کونسا علاقہ ہے وہاں کتنی انرجی جا رہی ہے کتنی وہاں سے billing ہو رہی ہے آپ locate کر سکیں کہ کرپشن کہاں ہے۔ لیکن یہ سارا کام ایسے نہیں ہو سکے گا۔ اور یہ مرتبہ دہائی یہ دی جاتی ہے کہ ہمارے پاس سرمایہ نہیں ہے اور یہی بات جو فارن ایجنسیز ہیں جس سے ہم نے loan لیا ہوا ہے وہ مطالبہ کرتی ہیں کہ ریٹ بڑھائیے۔

پھر جناب والا! آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ پچھلے دنوں ایک رپورٹ آئی تھی جس کی رو سے واپڈا کے unpaid bills اس وقت دس بلین روپے ہیں۔ ان کو وصول کرنے کی کیا کوشش کی گئی ہے جو دوسرے wastages-corruptions وغیرہ ہیں اس کو دور کرنے کے لئے کیا کیا گیا ہے پورے نظام کو از سر نو مرتب کرنے کے لئے اور نئے حالات کی مناسبت سے self-retiance committee جس پر ہم کام کر رہے تھے ہم نے اس مسئلے کو بھی examine کیا تھا اور ہماری رپورٹ میں اس بارے میں clear guide line دی گئی تھی کہ انرجی سیکٹر میں کس نوعیت کی تبدیلیوں کی ضرورت ہے اور واپڈا کے اندر کن structural changes کی ضرورت ہے۔ لیکن ان میں سے کسی کی طرف فکر نہیں کی اور ہوتا کیا ہے کہ بیچارے consumer پر ہر دفعہ اضافہ کر دیا جاتا ہے تو یہ ظالمانہ رویہ ہے۔ یہ unjustifyable ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ مسئلہ اتنا اہم ہے کہ اسکے اوپر fulldress debate یہاں ہونی چاہیئے حکومتیں آج تک اس مسئلے کے اوپر یا sleep-over کرتی رہی ہیں یا sit over کرتی رہی ہیں انہوں نے اسے حل کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی، اور بوجھ بڑھتا جا رہا ہے یہ simbolic effect ہے۔ اس سے بچنے کے لئے ایک ہی راستہ ہے اور وہ راستہ یہ ہے کہ اس میں بنیادی تبدیلیاں کی جائیں اور وہ اسی وقت ہو سکتی ہیں جب national debate ہو اور قوم کے سامنے سارے حقائق آئیں اور واپڈا کا کوئی محتسب کوئی اس کو لگام ڈال سکے، جو آج تک موجود نہیں ہے ہوتا یہ ہے کہ اپنے اپنے پسندیدہ افراد کو وہاں چیئرمین لایا جاتا ہے اور اس چیئرمین کی protection میں وہ سارا نظام چلتا ہے ماضی میں بھی یہی ہوا آج بھی یہی ہو رہا ہے تو اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ میں نے فصیح اقبال صاحب نے جس بنا پر یہ ایڈجرنمنٹ موشن move کی ہے۔ اسے آپ منظور فرمائیں تاکہ اس کے بعد ایوان میں مکمل بحث ہو سکے اس میں شاہین صاحب اور دیگر لوگوں کو بات کرنے کا موقع ملے گا اور یہی مقصد ہے ایڈجرنمنٹ موشن لانے کا، شکریہ!

میڈم قائمقام چیئرمین: شکریہ جی خورشید مارکر صاحب وزیر برائے پانی و بجلی۔

(اس مرحلے پر اذان مغرب کی آواز آئی)

Madam Acting Chairman: The House is adjourned to meet again after 20 minutes for Prayers.

[The House then adjourned for prayers]

[The House re-assembled after interval with Madam Acting Chairman (Dr. Noor Jehan Panezai) in the Chair]

Madam Acting Chairman: Jenab Khurshid Markar.

Mr. Khurshid K. Markar: Madam Chairperson, one has heard a lot of criticism about WAPDA. Some of it merited, some of it unmerited. This is an organization which has grown very large and has numerious problems. Let me first of all turn to the immediate problem of WAPDA , i.e. generation of its own resources to meet its needs for expansion and investment. There has been no loan giving agency who will provide funds to WAPDA unless they have an internal cash generation of 40 per cent. This is a target which has to be achieved and that can only be achieved by keeping pace with

inflation and recovering all the amounts that are due. Since the first April 1991, WAPDA has not been allowed any increase in its tariff. Therefore, we were compelled to take this factor into account and go for an increase for which in our opinion would be as fair as possible and to put least burden on the consumer who is of the lowest income group. The increase in capital according to the figures we have worked out is for those consumers and they are almost 42 per cent of the domestic consumers; their increase will be Rs. 7.50 per month for the other 25 per cent which is almost 75 per cent of the total domestic consumers will be paying less than 20 Rupees a month in increases. I know that this is an increase but we have tried to restrict the increase to very minimum so that 75 per cent of the domestic consumers are least burdened. They are cross subsidized and that has been the effort. As for as the additional surcharge (is consumed), its details are as follows:-

The additional surcharge in tariff for 1 to 50 kilo watt are 15 paisas, 51 to 150 is 20 paisas. Additional surcharge on tariff for all other categories of domestic and commercial bulk and industrial agricultural consumers is 25 paisas. Fixed charges for agriculture tubewells and FATA to be increased by 20 per cent. And fuel adjustment charges to be increased from 70 per cent to 75 paisas. This is again because of the cost of petroleum. There are two ways of generating electricity; one is hydel and the other is thermal. Hydal in fact subsidizes thermal but these are problems from which we cannot

get away, we cannot escape. And it is essential therefore, to fry and understand that if we have to generate more power in the country we will have to pay for it. We are to invest and investment requires more and more cash generation.

Coming to the specific items raised by the honourable members I would first of all draw the attention to outstanding bills and recoveries.The private consumer is paying by-and-large and his outstandings are within what is normally considered reasonable; that is up to three months. But there we have problems because there are a number of consumers in various areas who do not allow recoveries. I have seen a list of dues where the WAPDA staff says that they cannot go to those consumers and recover the electricity charges because they use fire arms against them. These are problems which I would seek the help of the House to try and perhaps use your influence in those areas to get these people to pay their dues. Unfortunatley the main areas from which recoveries are needed is government. Government dues are outstanding and we have now decided to take certain measures to ensure that the amounts are deducted at source, so that atleast government recoveries can come in straight away rather than being pursued for months on end. This is something that we have inherited and it is something that we are taking very firm steps to try and resolve. These are other problems also of Area Electricity Boards. We are trying to see that the best people are posted in the proper areas. I have been told and I have

asked the Chairman WAPDA to make quite certain that all people who have been posted through political influence or otherwise or according to their own desires transferred and good people are brought in, who can ensure that recoveries are made and that public service is restored.

I think, we all realize that this is a service institution. It has to serve the public that is the first demand and the first demand of WAPDA and the first demand of us. Unfortunately, it is a very very large institution. In one month when I have been here, I have looked some of WAPDA's problems. I have been to Karachi and have seen KESC's problems and it really is almost a crisis situation and unless we can raise funds, make recoveries and ensure that there is enough money for investment to create generation capacity, transmission and distribution this is going to be a problem all the time. I think, the Government is aware of this. We are doing our best for looking at various options to ensure better supplies, better services, but it is not going to be done overnight and I do accept criticism of the House, we all realize the big problems, but it is a national problem. It is not one individual's problem. It is not this Government's problem. All I can really say, we will do our best and we are doing our best.

میڈم قائمقام چیئرمین: جناب پروفیسر خورشید صاحب منسٹر صاحب کی statement کے بعد آپ اسے پریس کرنا چاہیں گے؟

پروفیسر خورشید احمد: جی میں سمجھتا ہوں کہ منسٹر محترم نے بڑی حد تک ہماری تائید کی اور جس گھمبیر مسائل کی طرف انہوں نے متوجہ کیا ہے وہ اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ واپڈا کے مسئلے کو سرسری طور پر نہ چھوڑ دیا جائے بلکہ اس کے اوپر اس ایوان میں مفصل بحث ہو تاکہ سارے ارکان گفتگو میں شریک ہو سکیں اور اس کے جو مختلف پہلو ہیں وہ حکومت کے سامنے بھی آسکیں اور قوم کے سامنے بھی آسکیں۔ میں سمجھتا ہوں بلکہ میں ان کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے ہماری اس تجویز کو اور ہماری اس تحریک کو outright رد نہیں کیا بلکہ جو facts رکھے گئے سامنے وہ facts reinforce کرتے ہیں ہمارے اس پوائنٹ کو کہ یہ مسئلہ قابل غور ہے۔ میں ان سے درخواست کروں گا کہ نیچے کی سطح پر political appointments کو نہ دیکھیں بلکہ واپڈا کے سر پر بھی جو political appointments ہیں ان سے بھی وہ صرف نظر نہ کریں۔ ویسے میرے نزدیک تو ان کے اس بیان سے تائید ہوتی ہے اس بات کی کہ آپ کو اس تحریک کو قبول کرنا چاہیئے اور آئندہ سیشن میں ایوان واپڈا کے مسائل کے اوپر کھل کر پوری پوری بحث کر سکے۔

میڈم قائمقام چیئرمین: جناب فصیح اقبال صاحب آپ اس بارے میں کیا کہیں گے؟

سید فصیح اقبال: میں بھی اپنے وزیر صاحب کے اس بیان کے متعلق یہ عرض کروں گا کہ انہوں نے بڑی خوبصورتی سے بتایا۔ ایک چیز وہ پہلو تہی کر گئے۔

He has not discussed the interned in-efficiency and curruption of WAPDA

اپنے ڈیپارٹمنٹ کا۔ انہوں نے کہا It is a national problem no doubt وہ ایک جنرل ہے۔ کہ سارے ملک میں ایسا معاشرہ ہے لیکن WAPDA has became so large تو اس کا فرض ہے کہ جب یہ ایک monster ہے جو ہم کو سب کو کھا رہا ہے، آپ کو بھی کھا رہا ہے تو آپ کا مسئلہ یہ تھا کہ آپ چاہتے کہ اس کی بھی efficiency کچھ نہ کچھ۔ تو اس سلسلے میں میں پروفیسر صاحب اپنے محترم عزیز کی تائید کرتا ہوں کہ اس کو آپ

ایڈمٹ کر کے بحث کر لیں کیونکہ اس ایک adjournment motion سے مسئلہ نہیں چلے گا۔ جہاں تک ہمارے دوسرے ممبر یوسف شاہین صاحب ہیں آپ نے اجازت دی تھی یعنی آؤٹ آف ٹرن لے کر کے لیکن انہوں نے جو کہا کہ اسٹیشن بکتے ہیں۔ یہ شکایت اس لئے ہے کہ بعض بعض لوگ 9 ، 9 سال سے ایک جگہ پر ہیں اور جو چیئرمین واپڈا ہے وہ خود ایک political appointee ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ واپڈا میں profession کا تعلق ہے اور واپڈا ایکٹ کو چینج کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر وزیر صاحب اس چیز کو تسلیم کر لیں تو اسے آپ بحث کے لئے منظور کر لیں۔ next session میں، کیونکہ واپڈا ایسے ہی رہے گا اور آپ لوگ ہوں گے انشاء اللہ ہم تو کہتے ہیں کہ آپ .... پاکستان میں تو ہوں گے اور کیا وزیر نہیں ہوں گے تو ویسے ہوں گے تو ہم آپ لوگوں کو بلائیں گے اسی گیلری میں اور انشاء اللہ بحث آپ سنیں گے۔ بہت بہت شکریہ!

میڈم قائمقام چیئرمین: پروفیسر صاحب میرے خیال میں اگر اسے آپ next session میں قاعدہ 194 کے ذریعے لے آئیں اور اس کے اوپر پورا ڈسکشن وغیرہ ہم کر لیں کیونکہ اگر میں نے اس کو یہاں یہ ایڈمٹ کردیا تو آپ کے ایک دو بہت important motions رہ جائیں گے۔ بہتر یہ ہوگا کہ اس کو next session میں قاعدہ 194 کے ذریعے لے آئیں۔ (مداخلت) اب اگلی نمبر 76 -

پروفیسر خورشید احمد: 76 یا پہلے 16 آئے گی۔

میڈم قائمقام چیئرمین: میں نے لیا تھا تو اس وقت آپ پروفیسر صاحب موجود نہیں تھے۔ لیکن میرے خیال میں چونکہ آج منسٹر صاحب بڑے دنوں کے بعد موجود ہیں، تین دفعہ یہ آیا مگر منسٹر صاحب موجود نہیں تھے۔ نمبر 16

پروفیسر خورشید احمد: یہ drugs کی قیمتوں کے بارے میں ہے۔

میڈم قائمقام چیئرمین: یہ اگر ڈرگ والا ہے تو کر دیں۔ نمبر 16 جی پروفیسر خورشید احمد صاحب۔

iii) Re: increase in the prices of drugs

پروفیسر خورشید احمد: شکریہ جی، میں لمبی بات نہیں کروں گا چونکہ میں پڑھ بھی چکا ہوں دوبارہ نہیں پڑھتا اس کو۔

میڈم قائمقام چیئرمین: نہیں جی تین چار دفعہ منسٹر صاحب موجود نہیں تھے۔

پروفیسر خورشید احمد: جی ہاں، چونکہ یہ اس سے پہلے ہاؤس میں تین بار introduce ہو چکی ہے تحریک چونکہ وزیر محترم موجود نہیں تھے تو اس لئے اس کے اوپر کوئی فیصلہ نہیں ہو سکا۔ صورت حال یہ ہے کہ ادویات کی قیمتوں میں اضافہ ہوا ہے۔ اور اس کے پیچھے de-regulation بھی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ چیز بھی ہے کہ حکومت نے جو دعوے کئے ہیں اور مارکیٹ سے جو اطلاعات ہمیں مل رہی ہیں یہ دونوں synchronize نہیں ہو رہیں۔ حکومت کا دعوی یہ ہے کہ صرف چند چیزوں میں 5 فیصدی سے 20 فیصد تک اضافہ ہوا ہے۔ مارکیٹ یہ کہتی ہے کہ 20 فیصدی نہیں کچھ چیزوں کے اندر تو 100 فیصدی کچھ میں 700 فیصدی اور چند چیزیں ایسی ہیں کہ جن میں 900 فیصدی اضافہ ہوا ہے اور یہ سارا ڈیٹا اخبارات کے اندر شائع ہوا ہے میں نے اپنی تحریک کے ساتھ بھی لگایا ہے اور میرے پاس وہ ساری چیزیں موجود بھی ہیں۔

دوسرا پہلو یہ ہے کہ جس طریقے سے پورے معاملے کو ہینڈل کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ پہلے ایک نوٹیفکیشن جاری ہوا پھر اس کو withdraw کیا گیا پھر اس کے بعد دوسرا نوٹیفکیشن آیا۔ کچھ خاص vested interest تھے جو معاملات کو manipulate کر رہے تھے بلاشبہ یہ بیک گراؤنڈ ہے اور آپ کے آنے سے پہلے ہوا ہے۔ لیکن یہ ساری چیزیں ریکارڈ پر

موجود ہیں اور نوٹیفکیشن کا آنا اور اس کا withdraw ہونا اور پھر اس کا repeat ہونا یہ تمام چیزیں میرے پاس موجود ہیں documents کے طور پر۔ پھر اس کے ساتھ ساتھ ایک چیز یہ ہوئی ہے کہ counterfit drugs جو ہیں ان قیمتوں کے بڑھنے سے ان کا ایک دم سیلاب آگیا اور ان کو روکنے کی کوشش نہیں کی گئی۔ جس کے نتیجے کے طور پر کئی بہت سی اہم چیزیں جو کہ life saving drugs ہیں ان کے بھی counterfit مارکیٹ میں دستیاب ہیں اور یہ spurious medicines پھیلائی جا رہی ہیں۔ دو چار دفعہ شاید چھاپے مارے گئے ہیں لیکن کراچی سے بھی، لاہور سے بھی اور راولپنڈی سے بھی اور اس کے بعد پھر مختلف فارماسیوٹیکل کمپنیوں کے لوگوں اور مختلف کیمسٹس نے مجھے اپروچ کیا ہے۔

ان تمام وجوہ کی بنا پر میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے اور آج ہمیں جو کچھ کرنا ہے وہ یہ ہے کہ اس مسئلے کی اہمیت کے پیش نظر کہ اس سے معاملہ سے پورے ملک کے لوگوں کی زندگی کا تعلق ہے ادویات کا معاملہ ایسا نہیں ہے کہ اسے آسانی سے چھوڑ دیا جائے اور پھر میں یہ دلیل بھی لاؤں گا کہ اس سے چند سال پہلے جب اسی قسم کی sitution تھی تو سینٹ نے اس مرحلے پر ایک تحریک قبول کی تھی اس پر بحث ہوئی اور اس کے بعد ایک سپیشل کمیٹی بنائی گئی تھی اس کمیٹی نے ڈیڑھ سال تک کام کر کے اپنی رپورٹ پیش کی تھی۔ تو یہ اتنا اہم مسئلہ ہے کہ اس سے پہلے بھی ایڈمٹ ہو چکا ہے اور اب پھر اس بات کی ضرورت ہے کہ تازہ صورت حال کی روشنی میں اس کو ریویو کیا جائے۔ initially ہم مطالبہ کر رہے ہیں اس بات کا کہ آپ اس تحریک کو قبول فرمائیں تاکہ سینٹ میں بحث ہو سکے پھر اگر بحث کے دوران ہم نے محسوس کیا کہ سابقہ کمیٹی کو ریسٹور کرنا ہے یا نئی کمیٹی کا بنانا ضروری ہے تو پھر اس سلسلے میں تجاویز ہم بعد میں لائیں گے۔ اس بناء پر میں سمجھتا ہوں کہ وزیر صاحب کو ہماری اس تحریک کو قبول کرنا چاہیئے اور سینٹ کو موقع دینا چاہیئے کہ وہ ڈرگ پالیسی یا جو نیا قانون آیا ہے جو اس میں نوٹیفکیشن ہوئے ہیں اور مارکیٹ میں جو ردعمل ہوا ہے ان تمام کو سامنے رکھ کر کے اس پر thread bare بحث کرے۔ شکریہ!

میڈم قائمقام چیئرمین: جنرل شفیق احمد صاحب۔

حافظ حسین احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

میڈم قائمقام چیئرمین: جناب حافظ حسین احمد صاحب پوائنٹ آف آڈر۔

حافظ حسین احمد: اس موضوع پر میری بھی ایک تحریک التوا ء تھی۔

میڈم قائمقام چیئرمین: یہ دے دیں جی ان کو۔ ساتھ ہی لے لیں ان کی۔ آپ موو کر دیں جی۔ حافظ صاحب آپ بول لیں۔

حافظ حسین احمد: جی اس میں بس میں پروفیسر صاحب کی تائید کرتا ہوں۔

میڈم قائمقام چیئرمین: نہیں آپ اس پر اگر بولنا چاہتے ہیں تو بول لیں۔

حافظ حسین احمد: اس میں جو خاص بات ہے وہ یہ ہے کہ جو قیمتوں کی لسٹ شائع ہوئی ہے وہ گورنمنٹ پریس میں بغیر دستخطوں کے پہنچ چکی تھی۔ جب میں نے اس پر تحریک التواء دی تھی پچھلے سیشن میں اور وہ ایڈمٹ ہو چکی تھی مگر میں وقت پر نہیں آ سکا تو دوبارہ میں نے دی۔ اس میں یہ پتہ چلا تھا کہ جناب تقریباً 55 فیصد زیادہ قیمتیں انہوں نے بڑھائی ہیں اور بعد میں اس پر اگر وزیر صاحب تحقیقات کر لیں۔ سیکشن آفیسر کے دستخط سے وہ چھپ چکے تھے گورنمنٹ پریس میں۔ اس کے بعد اس پر باقاعدہ ایک کمیشن بٹھایا گیا اور اس کے چیئرمین کوئی صدرالدین صاحب تھے، اس سے خود آپ نے ملاقات کی اس سلسلے میں ہم گورنمنٹ پریس پہنچ چکے تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب تو ماشاء اللہ ادویات بھی اشیائے ضروریات میں شامل ہو چکی ہیں اور آپ خود بھی ماشاء اللہ ڈاکٹر ہیں اور میرے خیال میں سب سے زیادہ آپ استعمال کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو ادویات کی قیمتیں ہیں اس

کے اضافے پر غور کیا جائے اور میں تائید کرتا ہوں کہ اس پر مکمل طور پر بحث کی جائے۔

میڈم قائمقام چیئرمین: جناب ریٹائرڈ جنرل شفیق احمد صاحب۔

لیفٹننٹ جنرل (ریٹائرڈ) محمد شفیق : بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ یہ بنیادی طور پر ایڈجرنمنٹ موشن جو دیا گیا initially یہ تین ایشوز پر ہے ایک تو یہ کہ 900 فیصد تک جیسے ابھی ابھی جناب سینیٹر صاحب نے فرمایا کہ prices increase ہو گیا میں۔ دوسرا پوائنٹ جو تھا وہ یہ تھا کہ انڈیا سے جو سمگل ہو کر مال آتا ہے، drugs آتی ہیں وہ بہت سستی ہیں اور ان کی پرائس جو ہے 6\1 تک ہے، اور تیسرا جو پوائنٹ دیا گیا تھا وہ یہ تھا کہ وزارت صحت کی connivance سے سارا کچھ ہو گیا اور کروڑوں روپے انہوں نے جیب میں ڈال لئے، اور prices increase ہو گئیں۔

اس سلسلے میں میں پوائنٹ نمبر تھری کو پہلے لوں گا جو connivance والا ہے تاکہ باقی مسئلے ساتھ ساتھ حل ہو جائیں۔ سینٹ کی اطلاع کے لئے میں یہ کہہ دوں کہ 83ء سے ابھی نومبر 1992ء تک چھ کمیٹیاں مختلف اوقات میں بنیں پرائس کنٹرول کے بارے میں اور ریگولیٹ کرنے کے بارے میں کہ drugs کی پرائسز کو کیسے ریگولیٹ کیا جائے۔ ایک 91ء میں لاسٹ تھی جو 91ء میں دو ہوئیں اور 92ء میں ایک اے جی این قاضی صاحب کے نیچے ہوئی۔ مختلف تجاویز دی گئیں اور اس میں ایک سپیشل کمیٹی آف دی سینٹ بھی شامل ہے۔ مختلف اوقات میں مختلف قسم کے دلائل آئے اور ان کے ساتھ ریکمنڈیشنز دی گئیں جو فائنل decision لیا گیا۔ Economic committe of the Cabinet نے لیا اور ان سب تجاویز کو دیکھنے کے بعد جو فیصلہ کیا وہ کچھ اس طرح تھا۔ تین کیٹگریز کی دوائیں...... ایک تو life saving نمبر 2 وہ جو common use کی دوائیں "بی" کیٹیگری میں آتی تھیں اور تیسری وہ جو ان دونوں کے علاوہ آتی ہیں۔ تو پہلی دو کیٹیگریز میں جو دوائیں آتی ہیں وہ 821 تھیں۔ اور بقایا جو اس کے ساتھ ڈی کنٹرول میں اور آئیٹمز آتی ہیں جو اس کی مینوفیکچر میں دوائیں آتی ہیں جو You can say that they came into the indirect control وہ

کوئی 2855 دوائیں اور اس کے علاوہ 7490 دوائیں ہیں جو کھلے داموں بک رہی ہیں۔ فیصلہ یہ کیا گیا کہ جو پہلی اور اے اور بی کیٹیگری کی دوائیں ہیں جن کی ٹوٹل تعداد 3676 بنتی ہے لیکن اس میں 821 دوائیں جو بنتی ہیں ان کو کنٹرول میں رکھا جائے اور بقایا سب کو ڈی کنٹرول کر دیا جائے۔ That was the final decision which was taken by the Economic Committee of the Cabinet. اور فیصلہ یہ کیا گیا تھا کہ ان 821 دواؤں پر صرف 5 پرسینٹ اضافہ کیا جائے گا اور باتوں کو جو ڈی کنٹرول لسٹ میں رکھا گیا ہے۔

Not more than 20% increase will be allowed to them. That is the decision made by the Economic Committee. Now, accordingly drugs gazette was published in which 821 have been mentioned and the prices have been laiddown in that.

اس لئے ہم نے چیک یہ کیا ہے کہ یہ 821 میں جو ہیں پرائس جو 5 پرسینٹ increase allow کیا گیا۔ and that is for the price leader اب ایک دوا 6 مینوفیکچرز بناتے ہیں تو اس میں ایک پرائس لیڈر ہوتا ہے اور باقی چار پانچ اس کے followers ہوتے ہیں۔ ایسی بھی دوائیں جو پرائیس لیڈر سو روپے میں بیچ رہا ہے۔ تو کوئی تھرڈ کلاس آدمی جو ہے وہ اس کو 50 روپے میں بیچ رہا تھا۔ ان کو تو اجازت دے دی گئی تھی کہ اگر آپ 50 کی دوائی 100 میں بیچنا چاہتے ہیں تو بیچیئے بے شک۔

Provided the market allows you. If you can sell it in the market, sell it. But, because they could not sell it even before, therefore, they cannot go that high. But there was an embargo on the price leaders that you will not increase more than five percent price on the drugs. And that I think is being ensured. If there is any evidence that somebody has increased more than five percent I think we will take action on that. So far as the drugs are concerned which

I have mentioned that 7490 of course there is no control on them. They have been de-controlled. But yet the Government has levied a condition that you will not increase more than twenty percent. So that is the methodology based on which the increases have been allowed. Next question was of course of Indian smuggled goods.

ہم سب کو معلوم ہے کہ smuggled goods باڑہ میں اور دوسری جگہوں پر سستی بکتی ہیں، لیکن unfortunatley اگر کوئی sumggled goods آتی بھی ہیں انڈیا سے، ہمیں پہلی بات تو پتہ نہیں ہے کہ آتی بھی ہیں یا نہیں آتیں، ہمارے کم از کم knowledge میں نہیں ہے۔ لیکن اگر آتی بھی ہوگی تو کتنے کی، ہزار پانچ سو کی آتی ہوگی۔ اس طرح سے کوئی زیادہ امپورٹ وہاں پر نہیں ہو رہا ہے۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ ہماری مہنگی ہو جائیں تو وہاں سے امپورٹ ہونا شروع ہو جائیں۔ میں اس پر agree کرتا ہوں۔ اس پر ہم کوشش کریں گے کہ ایک تو سمگلڈ سامان ہمارے پاس آئے نہیں اور دوسرا یہ ہے کہ اس قسم کی کوئی دوائیں آتی ہیں جس پر کوئی لیبل نہیں ہے کوئی مارکنگ نہیں ہے، یہ تو وہاں گھروں میں بھی بنا لیتے ہیں۔ اسپرین لوگ گھروں میں بنا کر بیچنا شروع کر دیتے ہیں۔

I think these are available right here.

تو اس قسم کی لوگوں کو چیزیں خریدنی بھی نہیں چاہیئیں۔ اور یہ 900 فیصد اور 700 فیصد increase ہے۔

At least I have tried to find out if there is any body who has increased more than five percent on the controlled drugs, I have not been able to detect. Of course there was a mention of banned items and I think we have checked it up, and I think that was also refuted through the press again by the same company. I think the price of the medicine which the press has said, you know the price was increased

to 326 whereas, it has not been increased to 326 it is 199 still. And this refutation has come on 5th of August, 1993.

ایک اور چیز بھی اسی زمرے میں کہہ دوں جو اس موشن میں تو نہیں تھا۔ ایران سے بھی بعض اوقات دوائیں آتی ہیں۔ ایرانی حکومت اپنی دواؤں کے اوپر کافی سبسڈی دیتی ہے۔

I think more than 50 percent subsidy is being given. May be we have some medicines coming from that side also. But we should not take that into account because obviously it goes on government. ان کی اگر سی اینڈ ایف ویلیو دیکھیں گے تو that will be much more. But the price in the market will be much less. Therefore, when it is smuggled into Pakistan, you will have to pay much less on that. So, these are some of my humble submissions and I just pray to the House not to press the motion. Thank you.

میڈم قائم مقام چیئرمین: جناب پروفیسر خورشید احمد صاحب منسٹر صاحب کی سٹیٹمنٹ کے بعد کیا آپ اسے پریس کرتے ہیں؟

پروفیسر خورشید احمد: جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ ابھی مجھے محترم ڈاکٹر بشارت صاحب نے جو ہیلتھ کی سٹینڈنگ کمیٹی کے چیئرمین ہیں بتایا کہ similar issue وہ کمیٹی میں ڈسکس کر رہے ہیں۔ اور غالباً 19 تاریخ کو ان کی میٹنگ ہے۔ تو میں درخواست کروں گا کہ یہ موشن بھی اسی کے ساتھ ڈسکس کر لی جائے اور اس طریقے سے کمیٹی میں زیادہ گہرائی سے اسے ایگزامن کیا جا سکے۔ اور یہ روایت ہماری اس سے پہلے رہی ہے کہ ہم اس قسم کے ایشوز کو کمیٹی میں ریفر کرتے ہیں۔

میڈم قائمقام چیئرمین: میں پروفیسر صاحب کی سٹیٹمنٹ اور منسٹر صاحب کی سٹیٹمنٹ کے بعد اسے متعلقہ کمیٹی میں ریفر کرتی ہوں ڈسکشن کے لئے جس میں زیادہ participation ہو جائے گی۔ اگلا ہے نمبر 76 سید فصیح اقبال صاحب، ٹائم ہو گیا ہے۔ ایڈجرنمنٹ موشنز کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

سید فصیح اقبال: نہیں جی ابھی ہے۔

میڈم قائمقام چیئرمین: نہیں جی آدھا گھنٹہ تھا، ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

سید فصیح اقبال: پروفیسر صاحب آپ اٹھیں تمام ہاؤس کا سینس ہے اور بڑا اہم ہے۔ اس کا جواب بھی موجود ہے۔

میڈم قائمقام چیئرمین: بلکہ ٹائم زیادہ ہو گیا ہے۔ فصیح صاحب ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

سید فصیح اقبال: نہیں ابھی نہیں ہوا۔

میڈم قائمقام چیئرمین: فصیح صاحب پانچ منٹ اوپر ہو گئے ہیں۔

سید فصیح اقبال: یہ چار دن سے چل رہا ہے ان کی طرف سے جواب بڑا زبردست ہے عوام کو پتہ چلے گا اور ایوان کی رائے بھی یہی ہے۔

میڈم قائمقام چیئرمین: ٹائم اوپر ہو چکا ہے اب یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ جنرل شفیق صاحب آن پوائنٹ آف آرڈر۔

لیفٹننٹ جنرل (ریٹائرڈ) محمد شفیق : میں یہ عرض کر دوں کہ یہ چھوٹا سا

مسئلہ ہے میرا خیال ہے کہ میں جواب دے دوں تاکہ یہ لٹکتا نہ رہے اگر اجازت دے دیں تو۔

(ڈیسک بجائے گئے)

میڈم قائمقام چیئرمین: پھر ایسا کریں کہ پڑھے صرف ایک بھائی اور باقی اس کی تائید کردیں ٹھیک ہے جی۔ جناب سید فصیح اقبال۔

iv) Re: Termination of Services of Ad-hoc Employees of Special Education Institution.

Syed Faseih Iqbal: It has been reported in the daily "Pakistan" dated 31-8-93 that the caretaker Government has decided to terminate the services of the ad-hoc employees of Special Education institutions. The decision of the Government is in violation of the previous assurance given by the Government on the floor of the National Assembly as well as Senate. This decision of the Government has created resentment among the ad-hoc employees of the Special Educations institutions.

I, therefore, move that the motion may be discussed after adjourning the regular business of the Senate in the House.

I also move that this adjournment motion may kindly be taken out of turn.

Madam Acting Chairman: Dr. Muhammad Rehan Sahib.

Dr. Muhammad Rehan: I fully support what my colleague Syed Faseih Iqbal has said right just now.

میڈم قائم مقام چیئرمین: جناب سید حامد رضا گیلانی صاحب موجود نہیں ہیں۔ جناب پروفیسر خورشید صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد: میں بھی اس کا سپانسر ہوں میں یہ چاہتا ہوں کہ اس مسئلے کو سامنے رکھ کر وزیر صاحب وضاحت کر دیں۔

میڈم قائمقام چیئرمین: جناب منسٹر (ریٹائرڈ) لیفٹننٹ جنرل محمد شفیق۔

Lt. Gen. (Retd.) Muhammad Shafiq: Madam, as a matter of fact the whole thing is mis-reported by whatever newspaper it was. We have only 185 ad-hoc employees in the Special Eucation organizations and not 5000, that is (1). And (2) is that we have not issued any notice to anybody so far that they are going to be sent home an answer to your question. But since they are ad-hoc employees so you know, on time to time basis we keep extending their services. Presently, they are to serve till 30th of September and we have to take up again permission from Establishment Division to extend their service. Then the meantime, of course, Federal Public Service Commission have issued the notices. They have interviewed a number

of people. A number of people have been selected also for permanent regularization. But because some of these individuals have gone to Wafaqi Mohtasib, some of them have gone to the Supreme Court, therefore, they are not declaring results, that is the Federal Public Service Commission. So, once the Supreme Court decides the issue then Federal Public Service Commission would be in a position to declare results. Those who are selected by them, they will be regularized with us. Of course, they will be on regular basis. Those who are not, they will still have to go to the Federal Public Service Commission because that is a condition for these services between 16 and 19. So, that is the condition.

میڈم قائمقام چیئرمین: جناب فصیح صاحب اب آپ پریس تو نہیں کرتے؟

سید فصیح اقبال: میں پریس تو نہیں کرتا لیکن ایک عرض کرنا چاہتا ہوں۔

میڈم قائمقام چیئرمین: پھر اسے تقریر نہ بنائیے گا باقی لوگوں نے بولا بھی نہیں انہوں نے موقع نہیں دیا گیا۔

سید فصیح اقبال: نہیں تقریر نہیں لیکن اس میں ایک عرض یہ ہے کہ یہ اپنے سپیشل ایجوکیشن انسٹیٹیوشن جو ہیں وہ ہمارے disabled لوگوں کے لئے ایک بڑی اچھی سکیم تھی اور بڑا اچھا حکومت نے ایک کام کیا تھا منسٹری بنائی تھی سارے پاکستان میں ہے کوئٹہ میں، اسلام آباد میں، کراچی میں سندھ میں۔ اس لئے humanitarian ground پر میں چاہ رہا تھا کہ ان کے ملازمین کو جو گریڈ 11 سے اوپر ہیں جو فیڈرل سروس کمیشن میں نہیں آتے ان کے لئے یہ رکھیں کہ بیروزگار نہ کئے جائیں باقی انسٹیٹیوشن چلتے رہیں یہ اگر یقین

دہانی کراتے ہیں تو میں اسے پریس نہیں کرتا۔

میڈم قائمقام چیئرمین: جناب ڈاکٹر ریحان۔

جناب ڈاکٹر محمد ریحان: میڈم چیئرمین! جناب محترم وزیر صاحب نے بڑی تفصیل سے یہ کہہ دیا کہ انہوں نے کسی کو نوٹس نہیں جاری کیا اور باقاعدہ جو طریقہ کار ہے کہ فیڈرل سروس کمیشن کے ذریعے ان کو ریگولرائز ہونا چاہیئے اور ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی کہہ دیا کہ جو رہ جائیں گے ان کو دوبارہ .... اور جو طریقہ کار ہے تو میرے خیال میں اس صورت حال کے پیش نظر میں پریس نہیں کرتا۔

میڈم قائم مقام چیئرمین: جناب پروفیسر خورشید صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد: میں اس معاملے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ایک طرف ہم human issue کے طور پر ایڈہاک اپائنٹیز کے مسئلے کو لاتے ہیں لیکن دوسری طرف ہرگز ہماری یہ خواہش نہیں ہے کہ appointments میں میرٹ اور جو پروسیجر کانسٹیٹیوشن نے lay down کیا ہے اسے violate کیا جائے۔ تو اس بنا پر میں سمجھتا ہوں کہ وزیر صاحب کا بیان بہت معقول ہے۔ میں انہیں compliment بھی کرتا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ اس مسئلے کو ہمیں dimension اور efficiency dimesnion دونوں کو سامنے رکھتے ہوئے آپ face کریں اس بنا پر میں اسے پریس نہیں کرتا۔

میڈم قائمقام چیئرمین: جی not pressed اب اگلی آئٹم ہے نمبر 2 جناب یوسف شاہین صاحب آن اے پوائنٹ آف آرڈر۔

میڈم قائمقام چیئرمین: یوسف شاہین صاحب۔

جناب یوسف شاہین: میں نے تین ہفتہ پہلے فوڈ منسٹر صاحب سے سندھ اور پنجاب کے سرائیکی علاقہ کے متعلق پوچھا تھا جس کو ٹڈی دل کھا گیا ہے۔ اور مجھے کہا کہ ہم سپرے کریں گے۔ میرا خیال ہے کہ سپرے فائلوں پر ہوا ہے وہاں کچھ نہیں ہوا۔ اور وہاں بہت نقصان ہو گیا ہے کیا فوڈ منسٹر صاحب کوئی خاص steps لے رہے ہیں یا کچھ نہیں کر رہے؟

میڈم قائمقام چیئرمین: جناب علی خان جونیجو صاحب۔

Mr. Ali Khan Junejo: Madam Chairperson, locust problem is there but it has not entered in that area. According to the reports of this morning, they had not entered in any green belt area. These locust are on the Indian side, they keep on coming, we keep on destroying them, they keep on coming, we keep on destroying them, but I think today's reports suggest that perhaps we will be able to control them where ever they come.

Madam Acting Chairman: Sartaj Aziz Sahib, on a point of order.

Mr. Sartaj Aziz: Thank you, Madam Chairperson.

جناب locust کا جو مسئلہ ہے اس پر میری معلومات یہ ہیں کہ،

Our resources, that we are provided for curbing them before they started flying, have been very inadequate and if you don't take more effective action in the next one or two weeks, then they will become

an uncontrollable and we will have a catastrophe on our hand. The Finance Minister is not here but I would urge that whatever they require, in fact, borrowing of helicopters, chartering of any planes, that they can get medicines, extra personnel on a war footing. This should be taken up in the next fortnight, otherwise, it might be too late to tackle this problem.

Madam Acting Chairman: Mr. Ali Khan Junejo.

Mr. Ali Khan Junejo: Every effort has been made. We have even requested the armed forces who have provided us with a couple of helicopters. Every possible effort has been made, both by the international agencies and our Federal Government and the Provincial Government. We hope to be able to control them.

Madam Acting Chairman: Thank you. Mir Abdul Jabbar Sahib.

میر عبدالجبار: پوائنٹ آف آرڈر۔

میڈم قائمقام چیئرمین: میر عبدالجبار صاحب۔

میر عبدالجبار: محترمہ چیئرمین صاحبہ یہ مسئلہ جو اس وقت زیر بحث ہے میں آپ کو یہ عرض کروں گا کہ انٹرنیشنل میڈیا پر اتنی باتیں ہو رہی ہیں بی بی سی اور وائس آف امریکہ مسلسل ایک ہفتہ سے اس پر بول رہا ہے اور خدشہ ظاہر کر رہا ہے کہ یہ

national calamity ہو جائے گی۔ پاکستان کی تمام کھڑی فصلیں خاص کر کپاس بالکل ختم کر دی جائے گی۔ اس وقت وہ ٹڈی کے انڈے hopper بن چکے ہیں اس وقت hoppers ہیں اگر یہ hoppers ٹڈی بن گئی تو یہ سارے پاکستان کی فصلوں کو ختم کر دیں گی۔ صرف اتنا ہی نہیں بلکہ انہوں نے کہا کہ ٹڈی دل جوں جوں آگے جائیں گے اور تباہی مچاتے جائیں گے اور بی بی سی نے تو اس کا اتنا سنگین خطرہ ظاہر کیا ہے کہ اگر اس hoppers کو اس وقت نہ تباہ کیا گیا تو میں سمجھتا ہوں ہمارا یہ خطے کا یعنی خطہ پاکستان اور اس کے ساتھ جتنے بھی ممالک ہیں سب میں تباہی مچا دیں گے اور ہم لوگوں کی بالکل ایک ایسی حالت ہو جائے گی کہ "نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن" ۔ اس وقت ضرورت ہے warfooting پر کام کرنے کی۔ مزید کوتاہی ہماری معیشت کو تباہ کر دے گی۔

پروفیسر خورشید احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

میڈم قائم مقام چیئرمین: پروفیسر خورشید احمد صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد: میں اس معاملے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم اس معاملے میں پہلے ہی کچھ لیٹ ہو چکے ہیں۔ اس لئے کہ اس کی رپورٹس تو برابر آ رہی ہیں اور یہ صرف پاکستان نہیں بلکہ غالباً regional بنیادوں پر ایسے face کرنا ہوگا اور کیا ہم وزیر صاحب سے توقع رکھ سکتے ہیں کہ house چاہے prorogue ہو بھی جائے لیکن گورنمنٹ اس معاملے میں ایک پوری رپورٹ قوم کو دے کہ اس نے اب تک کیا کیا اقدام کئے ہیں؟ کتنی میڈیشن استعمال ہوئی ہیں؟ کتنے ہیلی کاپٹر استعمال ہو رہے ہیں؟ کتنے ایریاز کو سپرے کیا جا رہا ہے اور انٹرنیشنل ایجنسیز اور جو ریجنل ممالک ہیں ان سے کسی طریقے سے مل کر اس خطرے کا مقابلہ کیا جائے۔

میڈم قائمقام چیئرمین: یوسف شاہین صاحب۔

جناب یوسف شاہین: میں ایک خاص بات بتا دوں کہ تین مہینے سے وہ ادھر انڈے دے رہے ہیں۔ اور سب کو پتہ ہے کہ تین مہینے سے انڈے دے رہے ہیں اور ان کو پتہ ہے کہ وہ تین مہینے میں جا رہے ہیں وہاں کچھ نہیں کر رہے۔ مطلب ہے اصل پرابلم یہی ہے کہ وہ انڈے پیدا ہونے سے پہلے ان کو مارتے کیوں نہیں؟

Dr. Bisharat Elahi: Thank you very much, Madam Chairman. I am little surprised. The international agencies and the international news media seem to be so concerned about this but the response that we get from our honourable Minister and from the government is so lukewarm that they have not thought it wise to let the people of Pakistan know precisely what is the extent of the problem and what they are doing about it?

جیسے میرے معزز دوست نے کہا۔

We hear about it on the CNN and on the BBC through satellite. لیکن یہاں نہ آپ کی PTV کچھ بتا رہی ہے نہ ہاؤس میں کچھ بتایا جا رہا ہے۔ بجز اس کے کہ ابھی معاملہ جو ہے وہ ہم کر رہے ہیں اور اتنا زیادہ طول نہیں پکڑا اب طول پکڑ جائیگا ہمارے دوست بار بار کہہ رہے ہیں کہ جی انڈوں سے بچے بن رہے ہیں۔ بچوں سے آگے بڑھ گئے ہیں آگے ٹکڑیاں بن پائیں گی۔

But what are we doing? I would request the honourable Minister and the Government, through you Madam Chairman, that it is a very very serious problem and they must give -it the priority which it deserves. Thank you very much.

میڈم قائمقام چیئرمین: جناب فصیح اقبال صاحب آن پوائنٹ آف آڈر۔

سید فصیح اقبال: میں بھی اپنے دوستوں کی حمایت کرتا ہوں۔ ایک چیز میں نے دیکھی کہ جواب بڑا slow motion میں ہے جتنا جوش و خروش ہے اس سوال کا اور جو ملک میں calamity آ رہی ہے میں نے خلیج ٹائمز آج پڑھا ہے مسقط عمان انہوں نے joint force بنائی ہے آج کے خلیج ٹائمز میں ہے انہوں نے joint force بنا کر آپریش شروع کر دیا ہے تو آپ اس طرح سے غیر سنجیدہ تو نہیں ہیں لیکن جواب اس طرح slow motion میں دے رہے ہیں کہ سب کچھ ہو رہا ہے ٹھیک ہو رہا ہے اور آپ کہیں کہ آپ بھی اسی طرح سے فوجی جہاز لے کر دورہ کریں گے بلکہ یوسف شاہین صاحب جس علاقے سے تعلق رکھتے ہیں سب سے بڑا حملہ ان ہی کے علاقے میں ہوا ہے تھر اور میر پور خاص میں۔

(مداخلت)

سید فصیح اقبال: آپ بھی وہیں کے ہیں۔ تو اپنے لئے ہمیں بلوچستان مت بھیجیں ہمارے ہاں بھی صحرا ہے۔ ہمارے orchards خراب ہوجائیں گے۔

میڈم قائمقام چیئرمین: شکریہ جی۔

سید فصیح اقبال: میں چاہتا ہوں کہ اس کو فوری طور پر جس طرح warfooting کیا ہے سرتاج عزیز صاحب نے، چونکہ یہ ماہر آدمی ہیں انہوں نے دبے لفظوں میں حکومت کو بات بتا دی ہے کہ حکومت کو کرنا کیا چاہیے۔ اور اگر آپ ان لوگوں کے لئے ہے تو فوراً آپ ان کی تجویز مان لیں۔

میڈم قائمقام چیئرمین: شکریہ جی۔ حافظ حسین احمد صاحب آن پوائنٹ آف آرڈر۔

حافظ حسین احمد: شکریہ محترمہ میں کہہ رہا ہوں کہ کہیں نگران حکومت اس

ٹڈی دل کے بہانے مزید روپے کی قیمت نہ کم کریں اور کوئی اور اقتصادی پیکج ہم پر مسلط نہ کریں یہ پڑے ہوئے ہیں جی ڈیفالٹروں کے پیچھے، اگر امیدوار کے لئے بھی یہ شرط رکھی جاتی کہ جی وہ اتنے ٹڈی دل لیکر آئیں تو میرے خیال میں یہ صفایا ہو چکا ہوتا۔

Madam Acting Chairman: Mr. Muhammad Ali Khan hoti on point of order.

Mr. Muhammad Ali Khan: Mohtarma Chairperson Sahiba, I personally feel that the entire economy of the country depends on agriculture and if we, God forbid, show any laxity in this connection, I fear that we will lose billions as far as our Kharif crop is concerned. So, this matter should be taken on absolutely war footing and the people should be alerted earlier because if they enter the green belt it will take no time for these hoards to get right upto the Frontier within a week. So, this should not be left as it is. Of course, the Minister has said that every thing humanly possible would be done by the government. I am sure, more could be done and the nation should be taken into confidence and press statements should start coming in the papers so that the people may know as to what is the latest situation and the entire country should be alerted. I thank you.

Madam Acting Chairman: Mr. Ali Khan Junejo, Minister for Food and Agriculture.

Mr. Ali Khan Junejo: The locusts are on both sides of the

border, Pakistani border that is India as well as in Pakistan. India seems to have been making effort of keeping the belt that adjoins East Punjab sanitised from locusts but not the rest. We have held some meetings with them and there seems to be more cooperative but unless this effort is on both sides of the border the problem will remain there. There is no doubt, it is a very serious problem. But I am just thankful to Almighty Allah that so far they have not entered but it is quite possible, not an impossible situation. It is a terrible situation and we are very well aware of the problem and we are doing everything possible. We are mobilising everything we can including the International Agencies ask for help. These locusts come from Africa into Saudi Arabia, Oman and then with the prevailing winds they come into Pakistan, some came into Balochistan, some into Sindh. This time they have come into Kutch and from Kutch they have gone to Rajasthan and from Rajasthan they have geared towards Pakistan. Locusts don't know boundaries. The problem is that there is no doubt about it. I am not even attempting to deny the seriousness of this problem. All I am saying is that we are doing everything possible, possibly we can.

میڈم قائمقام چیئرمین: میری request ہوگی یہاں پر جو agriculture standing committee ہے۔ کیونکہ آج ہاؤس ختم ہو رہا ہے اس committee کا اجلاس فوراً بلا لیا جائے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ سارے اقدامات وزیر کے حکومت کر رہی ہے، وہ سارے وزیر کریں تو میرے خیال میں بہتر ہوگا۔ زرعی کمیٹی کے چیئرمین صاحب جتنی بھی جلدی ہو سکے سٹینڈنگ کمیٹی کی میٹنگ بلا لیں۔

جناب محمد علی خان ہوتی: آن پوائنٹ آف آرڈر۔

Mr. Muhammad Ali Khan Hoti: I am Chairman of that Standing Committee and within few days, Insha Allah, I will try to call a meeting.

میڈم قائمقام چیئرمین: جناب پروفیسر خورشید احمد آن پوائنٹ آف آرڈر۔

پروفیسر خورشید احمد: محترمہ چیئرپرسن صاحبہ میں آپ کے توسط سے چونکہ آج اجلاس ختم ہو رہا ہے، جیسا کہ آپ نے فرمایا، ہماری بھی اطلاع یہی ہے۔ آپ کو یاد دلوانا چاہتا ہوں کہ اس سے پہلے ہم نے یہ موٹر وے کا مسئلہ یہاں اٹھایا تھا اور اس بارے میں وزیر محترم نے وعدہ کیا تھا۔ کہ وہ ایوان کے سامنے تمام ضروری حقائق لے کر آئیں گے اور یہاں پر انہوں نے یہ بھی اعلان کیا تھا کہ ان کی رپورٹ کے مطابق 10 فیصدی جو حصہ ہے، وہ بنایا جا چکا ہے۔ جبکہ میرے پاس جو کاغذات سرکاری آئے ہیں وہ یہ ہیں کہ contractors کے cash flaw اور achievement report پر بتاتی ہے کہ 31 جولائی تک 16.75 فیصد پروگرام ہو جانا چاہیئے تھا۔ لیکن عملی طور پر صرف 5 فیصد ہوا ہے اور میں یقین نہیں کر سکتا کہ 31 جولائی سے اگست کے مہینے میں وہ 5 سے بڑھ کر 10 فیصد ہوگیا ہوگا۔ تو اس پہلو سے مجھے تشویش ہے کہ شاید ایوان میں جو درخواست پیش کی ہے وہ facts درست نہیں اور وعدہ ان کا پورا نہیں ہو رہا۔ انہوں نے کہا تھا کہ اسی اجلاس میں اس ایوان کے سامنے موٹر وے کے سامنے تمام حقائق ہمارے سامنے لائیں گے۔ اس لئے کہ یہ پورا مسئلہ شروع ہی سے ایسے انداز میں لائے ہیں کہ ایک طرف 24 ارب روپے کا مسئلہ ہے اور دوسری طرف آغاز سے لے کر اس وقت تک جو achievement ہیں، اور جو معاملات کئے جا رہے ہیں quality of performance جو ہے، ان سب کے بارے میں قوم کو شدید اضطراب ہے۔ جو سوالات اٹھ رہے ہیں، ان کے جوابات نہیں آرہے ہیں۔ چونکہ

وعدہ کیا گیا تھا، اس اجلاس میں ہمارے سامنے معلومات لائی جائیں گی۔ تو میں یہ موقع استعمال کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر موصوف ایوان کو اپنے اعتماد میں لیں اور آج چونکہ اجلاس کا آخری دن ہے اس لئے تمام facts ہمارے سامنے لائیں۔

میڈم قائمقام چیئرمین: وزیر مواصلات تشریف نہیں رکھ رہے ہیں پھر اس کے لئے بھی یہی تجویز ہوگی کہ آپ ان کے لئے ایک standing committee کی meeting بلائیں چونکہ متعلقہ وزیر نہیں ہے۔ ختم تو ہو رہا ہے۔

پروفیسر خورشید احمد: آپ درست کہہ رہی ہیں، مسئلہ چونکہ بہت اہم اور فوری ہے میرے خیال سے جو مواصلات کمیٹی ہماری ہے .....

میڈم قائمقام چیئرمین: یہ جو chairman standing committee ہے اب یہ مسئلے اس طریقے سے discuss کر سکیں گے۔ جب تک اگلا اجلاس نہیں آتا۔

پروفیسر خورشید احمد: ہم اس کی تائید کرتے ہیں۔

میڈم قائمقام چیئرمین: میر عبدالجبار صاحب آن پوائنٹ آف آرڈر۔

میر عبدالجبار: جناب پروفیسر صاحب نے نہایت ہی اہم مسئلے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ میرا بھی اس پر ایڈجرنمنٹ موشن تھا۔ 28 تاریخ کا دیا ہوا تھا۔ ابھی تک table نہیں ہوا۔ بالکل یہی چیز وے کی بدانتظامی پر موشن تھا ہم اس لئے پہلے خاموش تھے کہ اس فلور پر کہا گیا تھا کہ کچھ نہ کچھ ہو جائے گا۔ جب اجلاس بلائیں گے۔ اس لئے خاموش رہا، ورنہ میرا ایڈجرنمنٹ موشن اس سلسلے میں ریکارڈ پر تھا۔

میڈم قائمقام چیئرمین: میر عبدالجبار صاحب جیسے میں نے کہا کہ آج تو آخری

دن ہے۔ جو آپ نے کہا میں ان سے request کروں گی۔ کیونکہ یہ بہت اہم ایشو ہے۔ اور پھر اگر آپ اس کمیٹی کے ممبر نہیں تو ان سے request کریں گے کہ آپ کو سپیشل invitation پر بلائیں۔ جناب یوسف شاہین صاحب آن پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب یوسف شاہین: please یہ جو 60 ارب روپیہ قرضے کا مسئلہ تھا اس پر میں دو منٹ کے لئے بات کرنا چاہتا ہوں۔

میڈم قائمقام چیئرمین: کس چیز کا جی؟

جناب یوسف شاہین: 60 ارب روپیہ جو حکومت وصول کرنا چاہتی ہے۔ دوباتوں سے واضح کرنا چاہتا ہوں۔ اطلاع ملی ہے کہ 37 ارب 83 کروڑ 9 ہزار 8 سو پانچ روپیہ 47 پیسہ تو سود میں۔ یعنی 60 ارب میں تقریباً 38 ارب روپیہ سود ہے۔ اور 22 ارب روپیہ اصلی رقم ہے۔ میں سندھ کا ہوں اس لئے سندھ کے بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہاں مارچ 88 سے جولائی 92 تک سینکڑوں لوگ اغوا ہوئے سینکڑوں لوگ مارے گئے۔ لوگوں کو بسوں سے اتار اتار کر ان پر فائرنگ ہوئی اور مسلسل ہڑتالیں اور سندھ میں ہنگاموں کی وجہ سے سندھ سے بہت سی انڈسٹریاں شفٹ ہوگئی۔ مختلف صوبوں کی طرف، اور کئی لوگوں کے بزنس ٹھپ ہوگئے۔ تو میری پلیز درخواست یہ ہے کہ ان قرضوں کی وصولی کے سلسلے میں سندھ کی یہ صورت حال consider کیا جائے۔ جن حالات سے سندھ گزشتہ پانچ سال سے گزرا ہے۔ وہ سخت رویہ نہیں اختیار کرنا چاہیے، مطلب ہے خاص طور پر سندھ کے لئے بہرحال ان کو حکومت کو اسپیشل considerations کرنی چاہیئے۔ میں فنانس منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ پلیز ان کے آگے کیا ان کو معلوم ہے کہ گزشتہ پانچ سال میں سندھ کے ساتھ کیا ہوا ہے۔ کیوں مائیگریشن ہوئی کیوں انڈسٹریاں شفٹ ہوگئیں۔ تو وہ ساری صورتحال ذہن میں رکھ کر موو کریں اگر پلیز وہ جواب دے سکیں تو۔

میڈم قائمقام چیئرمین: تو جناب اس وقت فنانس منسٹر صاحب نہیں ہیں۔ آپ

کا یہ خدشہ ان تک پہنچا دیں گے۔ جناب ریحان صاحب آن پوائنٹ آف آرڈر کیا اب ایجنڈے پر نہیں آنا جی؟ ڈاکٹر محمد ریحان صاحب آن پوائنٹ آف آرڈر جی۔

ڈاکٹر محمد ریحان: مختصر سی بات ہے جی۔ جناب والا! آج اس سیشن کا آخری دن ہے۔ ہمیں خوش ہے، مکمل طور پر آپ اس کی ایکٹنگ چیئرپرسن تھیں اور ہمیں معلوم ہے کہ آپ کے سٹاف نے دن رات محنت کر کے کام چلایا ہے اور یہ سیشن جو ہے بڑی کامیابی کے ساتھ آج اختتام پذیر ہو رہا ہے۔ جناب نیشنل اسمبلی کے اسٹاف کو تین آنریرم ملتے ہیں سال میں جب کہ ہم نے پچھلے ایک اجلاس میں یہ قرارداد پیش کی تھی کہ سینٹ کے اسٹاف کو بھی یہ تیسرا آنریرم ملنا چاہیئے۔ تو جناب والا! ہم سفارش کرتے ہیں آپ مہربانی کر کے یہ تحفہ اس اجلاس کے اختتام پر سیکرٹریٹ کے اسٹاف کو دے دیں یا انعام دے دیں تو ہمیں بڑی خوشی ہوگی۔

میڈم قائمقام چیئرمین: اچھا، جناب بریگیڈیئر حیات صاحب جناب مولانا سمیع الحق صاحب آن پوائنٹ آف آرڈر۔

مولانا سمیع الحق: عموماً ان کے ساتھ فرق برتا جاتا ہے اور یہ اور مشکلات میں ہوتے ہیں اور ان کا اجلاس بھی شام کو ہوتا ہے۔ میں بھی سفارش کرونگا کہ ان کو بھی وہ مراعات دی جائیں۔

میڈم قائمقام چیئرمین: شکریہ جی جناب میر عبدالجبار صاحب۔ ان پوائنٹ آف آرڈر۔

میر عبدالجبار: جناب ڈاکٹر محمد ریحان صاحب نے ایک اہم مسئلہ کی جانب توجہ دلوائی ہے۔ ہم سب غالباً پورا ہاؤس اس کی تائید کرتا ہے اور ہمیں امید ہے کہ آپ اس طرف توجہ فرما کر ان کی حق رسی کریں گے۔ جناب میرے پاس ایک بہت ضروری اور بہت ہی قومی نوعیت کا اور ایک مسئلہ تھا۔ میں نے 28 تاریخ کو .....

میڈم قائمقام چیئرمین: آپ ابھی ایک منٹ ذرا ٹھہریں جناب بریگیڈیئر محمد حیات۔

ملک محمد حیات: میں ڈاکٹر صاحب کی سپورٹ کرتا ہوں۔

میڈم قائمقام چیئرمین: جناب حافظ حسین احمد صاحب آن پوائنٹ آف آرڈر۔

حافظ حسین احمد : محترمہ میں ہر مسئلہ میں سینٹ کے ساتھ امتیازی سلوک برتا جاتا ہے۔ آپ کو حیرت ہوگی جو لفٹ چلانے والے ملازمین ہیں قومی اسمبلی کا اجلاس ہوتا ہے تو انہیں پگڑیاں ملتی تھیں اور آج کل وہ بے چارے ننگے سر ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ کم از کم ......

میڈم قائمقام چیئرمین: پروفیسر خورشید احمد صاحب آن پوائنٹ آف آرڈر کیا کہنا چاہیں گے۔

پروفیسر خورشید احمد: یہ مسئلہ اگر آگیا ہے تو میں بھی عرض کروں گا کہ لفٹ والوں کے پاس پنکھے بھی نہیں ہیں۔ ان کے پاس سٹول ہوتے تھے پہلے وہ بھی اٹھا لئے گئے ہیں۔

میڈم قائمقام چیئرمین: پنکھے تو انہیں دلوا دیں گے۔

پروفیسر خورشید احمد: ان کو دلوا دیجئے گا۔ شکریہ جی۔ جناب میر عبدالجبار صاحب۔

میر عبدالجبار: محترمہ میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا یقیناً آج آخری دن ہے اور اس آخری دن کا اور آخری لمحوں کا فائدہ اٹھاتے ہوئے .....

میڈم قائمقام چیئرمین: لیکن روز اس طرح پوائنٹ آف آرڈر پر نہیں چلے گا آج آخری دن کی وجہ سے یہ ....

میر عبدالجبار: جناب میں نے 28 تاریخ کو call attention notice دیا تھا یہ آپ کی نوازش ہے کہ آپ نے آج اتنی relexation ہمیں دی ہوئی ہے ہم محسوس کرتے ہیں۔ مگر بہت ہی improtant ہے nature کا مسئلہ تھا جس کے بارے میں میں نے 28 تاریخ کو call attention notice آفس میں بھجوایا تھا بدقسمتی سے آتا تو رہا مگر over take ہوتا رہا لکن discussion نہیں ہو سکی کیونکہ ہمیشہ وہ آخر میں ہوتا تھا۔ اور میں ......

میڈم قائم مقام چیئرمین: کس ایشو پر ہے جی۔

میر عبدالجبار: میں عرض کرتا ہوں جی، یہ جناب ہے بنکنگ آرڈیننس جو ابھی amend کیا گیا ہے اس پر تھوڑا سا بولنا ہے۔ اجازت دیں تو دو منٹ بھی نہیں لگیں گے۔

میڈم قائم مقام چیئرمین: فنانس منسٹر صاحب یہاں پر تشریف نہیں رکھتے۔

میر عبدالجبار: نہیں لاء منسٹر صاحب تشریف رکھتے ہیں۔ غالباً وہ اس سلسلے میں ہماری رہبری فرمائیں گے اور میں سمجھتا ہوں کہ اہم قومی مسئلہ ہے اور سب کا مسئلہ ہے۔ یہ میرا صرف ذاتی مسئلہ نہیں ہے اور میں گزارش کرنا چاہتا ہوں .... دو منٹ صرف دو منٹ۔

میڈم قائمقام چیئرمین: عبدالجبار صاحب میں تو آپ کے ساتھ ہوں لیکن اگر یہاں کوئی منسٹر آپ کو ......

میر عبدالجبار: میں جناب محترم لاء منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا۔

میڈم قائمقام چیئرمین: میر عبدالجبار جی۔

Call Attention Notice

Re: participation in the general elections by the defaulter loanees.

میر عبدالجبار: بڑی مہربانی آپ کی، جسٹس ہیں جی ان کو علم ہے اس چیز کا جناب جج رہے ہیں ہائی کورٹ کے، سپریم کورٹ کے جی، جناب عرض یہ ہے کہ حال ہی میں صدر پاکستان نے بنکنگ لاز میں ترمیم فرمائی ہے، The Bank Nationalization Amendment Ordinance, 1993 انہوں نے promulgate کیا ہے، جس میں یہ صراحت کی گئی ہے یہ لکھا ہے کہ

Authorising the Pakistan Banking Council to publish lists of persons against whom dues amounting to Rs. one million or more from banks, financial institutions, cooperative societies or cooperative bodies either in their own name or in the names of their spouses, dependents or business concerns in which they own 51% or more shares are outstanding and have not paid back the said dues for one year or more on the day of filing the nomination papers.

تو اس سے یہ ظاہر ہوا کہ جس concern یا فرم میں، جس پارٹنرشپ میں، جس کا حصہ 51 فیصدہ ہو گا اور اس کا قرضہ 10 لاکھ سے اوپر ہوگا، اور اگر وہ 13 ستمبر کی مقررہ تاریخ تک ادا نہ کر سکے گا تو وہ ان حالیہ انتخابات کے لئے جس کے nomination papers آج کل داخل ہو رہے ہیں، وہ نااہل قرار دے دیا جائے گا۔ اب میں جناب وزیر صاحب کی

خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں اور وضاحت چاہتا ہوں کہ مثلاً ABC تین پارٹنر ہیں کسی concern میں جناب A کا 33 فیصد حصہ B کا 33 فیصد، C کا 33 فیصد حصہ، تینوں کے حصے مساوی 33 فیصد ہیں، اور انہوں نے 30 کروڑ روپیہ قرض لیا ہے، ان حصص کی رو سے میں سمجھتا ہوں کہ ہم میں سے شاید تینوں پارٹنرز liable نہیں ہیں کہ وہ قرضہ pay کریں کیونکہ ان میں سے کسی کا 51 فیصد حصہ نہیں ہے، نہ A کا، نہ B کا، نہ C کا، تو ظاہر یہ ہوا کہ ہم تینوں قرض نادہندگان کے زمرے میں نہیں آئیں گے، میں الیکشن لڑ سکتا ہوں، اور قرض بھی ادا نہیں کروں گا اب بالکل اسی مثال کو آپ دوبارہ یوں لے لیں کہ A اور B اور C کسی اور concern میں شریک ہیں، انہوں نے قرض لیا 30 لاکھ کا یا 35 لاکھ ، 40 لاکھ کا قرض لیا، اس میں A کا 51 فیصد B کا 24 فیصد ہے اور C کا 25 فیصد ہے ، تو اس صورت میں A پر جو liability ہے ادائگی کی وہ 12 ، 13 لاکھ جا کر بنتی ہے دس لاکھ سے اوپر تو A قرض نادھندگان کے زمرے میں آجائے گا۔ اگر وہ 13 ستمبر تک ادا نہیں کرے گا تو entitled نہیں ہوگا الیکشن لڑے گا، اس کو آپ debar کر دیں گے، اور وہ شخص نااہل قرار پائے گا گو پہلی صورت میں تو 30 کروڑ روپیہ ضائع ہو گیا، صرف اس لئے کہ 51 فیصد حصہ نہیں ہے کسی کا، اور اس طرح وہ 30 کروڑ گیا 51 فیصد حصہ نہ ہونے کی وجہ سے ، جبکہ یہاں پر دوسری صورت میں صرف 12 لاکھ دینے پڑ گئے کیونکہ اس کا 51 فیصد حصہ ہے۔ اس کی میں وضاحت چاہوں گا کہ اس کے بارے میں آپ کیا فرمائیں گے۔

میڈم قائمقام چیئرمین: جناب عبدالشکور صاحب۔

Mr. Justice (Retd.) Abdul Shakur-ul-Salam: The position is that if an individual in an organization owes more than a million he will be disqualified. Now, this 51% share is when a person, his spouse or his children control the business by more than 51% then they will be disqualified.

میڈم قائمقام چیئرمین: جی call attention notice جناب پروفیسر خورشید احمد صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد: دراصل جی یہ جو پوائنٹ اٹھایا ہے جبار صاحب نے، میں سمجھتا ہوں کہ اس لحاظ سے بہت اہم ہے کہ جو حقائق قوم کے سامنے ہیں اس نے سب کی آنکھیں کھول دی ہیں اور شاید سر شرم سے جھک گئے ہیں، وہ یہ ہے کہ ان تمام conditions کے باوجود 62 ارب کے defaulters ہیں، اور صورتحال یہ ہے کہ اس میں بہت سے banking کے assets موجود ہیں، یعنی یہ چیز کہ اگر ان کے پاس 51 فیصد حصہ نہیں یا جو گروپ ہے اس میں technically lineal dependent نہیں، یہ بھائی ہیں تو اس طریقے سے اگر آپ سارے حقائق دیکھیں تو یہ 62 ارب بھی .... پوری صورتحال سامنے نہیں آتی۔ دوسری بات میں یہ سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ ایک طرف تو آپ کہتے ہیں کہ یہ defaulter ہے، اور فی الحقیقت اگر defaulter ہے، اور اس نے fraudently قوم کے سرمائے کو غلط استعمال کیا ہے، اپنی سیاسی پوزیشن کو استعمال کیا ہے، قرضوں کو لینے اور وقت پر نہ دینے کے لئے، تو پھر محض یہ بات کہ صاحب 13 دن کے اندر ادا کردو تو پھر تم پاک صاف ہو جاؤ گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ بڑی ناانصافی ہے یہ ایسا ہی ہے کہ آپ ایک چور سے مسروقہ مال واپس لے لیں اور اسے چھوڑ دیں، یہ لوگ تو قومی مجرم ہیں اور ان کو disqualify بھی ہونا چاہیئے۔ ان پر penalty بھی پڑنی چاہیئے اور یہ بات صرف ان کے لئے نہیں جو الیکشن لڑ رہے ہیں۔ بلکہ سب کے لئے ہے، یہی وجہ ہے کہ ہمارا ملک تباہ ہو رہا ہے۔ ہمارے وسائل تعمیر میں استعمال نہیں ہو رہے ہیں۔ جو وسائل فی الحقیقت ملک کی ترقی کے لئے استعمال ہو سکتے تھے وہ اس طرح کھائے جا رہے ہیں اور آپ اس خلاء کو پر کرنے کے لئے نوٹ چھاپتے ہیں یا باہر سے قرضے لیتے ہیں یہ ہمارے بگاڑ کی صرف یہ وجہ ہے۔ دراصل زندگی کے تمام شعبوں سے جب تک کہ آپ defaulte corruption, miss-use کو روکیں گے نہیں اورسب کے ساتھ یکساں انصاف کریں اگر وہ discrimination کے ساتھ ہو تو انصاف نہیں رہتا تو اس پہلو پر میں سمجھتا ہوں کہ اس قانون پر گفتگو کی بھی ضرورت اور

وقت چونکہ ختم ہو رہا ہے ورنہ میرا خیال یہ تھا کہ بنکنگ لاء کے اوپر ہم دستور کے تحت اختیار رکھتے ہم موشن موو کر سکتے ہیں اور موشن موو کر کے اس پر ڈسکس کر سکتے ہیں۔

میڈم قائمقام چیئرمین: یہی پروفیسر صاحب میں بھی عرض کر رہی تھی کہ جب فنانس منسٹر نہیں ہیں۔ وہ ہوتے تو شاید بڑی detail کے ساتھ بات کر سکتے۔

پروفیسر خورشید احمد: ٹھیک ہے پھر اس کو اگلے سیشن میں discuss کرنے کے لئے رکھتے ہیں۔

میڈم قائمقام چیئرمین: ڈاکٹر ریحان صاحب بہت زیادہ میں نے آپ کو ٹائم دیا سید عبداللہ شاہ صاحب تشریف نہیں رکھتے میں ایک بات کرنا چاہتی تھی کہ جو اکنامک پیکج پر ڈسکشن ہو رہی تھی۔ جناب محمد علی خان ہوتی صاحب لیڈر آف دی ہاؤس آن پوائنٹ آف آرڈر۔

Mr. Muhammad Ali Khan Hoti: Madam Chairperson, after the speech of the Prime Minister in which he replied most of the points raised by the members of this August House, I feel that further discussion on these motions would be infructuous; so, I suggest that we take up item No.5, if the House so wishes, or if they are tired then you can prorogue the House. If you so desire.

میڈم قائمقام چیئرمین: جی پروفیسر خورشید صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد: میں دراصل میں بہت احترام کرتا ہوں لیڈر آف دی ہاؤس کا اور ہمیشہ تعاون سے اور اتفاق رائے سے ہم معاملات کو طے کرتے رہے ہیں لیکن مجھے دکھ سے یہ بات کہنی پڑتی ہے کہ پرائم منسٹر صاحب کی تقریر ہم اس پہلو سے تو ویلکم

کرتے ہیں اور ویلکم کیا اس کو کہ وہ ایوان میں آئے اور انہوں نے اپنا نقطہ نظر پیش کیا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے جو صورت حال پیش کی اور بظاہر اس کے غلط ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ میں سمجھتا تھا کہ کم از کم سابق فنانس منسٹر سرتاج عزیز صاحب، اپنی پوزیشن کو واضح کریں گے اور پچھلی گورنمنٹ کی پوزیشن کو واضح کریں گے اور اس ایوان کے سامنے دونوں view points آئیں گے۔ اسی طریقے سے میں سمجھتا ہوں کہ وزیراعظم صاحب نے بہت سے ایسے بھی پوائنٹس اٹھائے ہیں کہ جن پر ابھی مزید گفتگو کی ضرورت ہے۔ مثال کے طور پر انہوں نے یہ کہا کہ پٹرولیم کی قیمت ہم بڑھانے پر مجبور تھے اور اس لئے مجبور تھے کہ اس کی انٹرنیشنل پرائسز بڑھ گئیں تھیں لیکن میں یہ جاننا چاہوں گا کہ ہمارے سامنے یہ evidence آئے کہ پچھلے تین مہینے میں پٹرول کی پوزیشن کیا رہی، میں اس زمانے میں جو انکوائری کر سکا ہوں، میڈل ایسٹ پر بھی اور امریکہ اور لندن کی مارکیٹوں میں بھی، مجھے معلوم ہوا ہے کہ پٹرول کی انٹرنیشنل پرائس اس زمانے میں نہ صرف بڑھی نہیں ہے بلکہ کم ہوئی ہے۔ پھر میں یہ بھی سوال اٹھاؤں گا کہ پٹرول کی انٹرنیشنل پرائس آپ communicate نہیں کرسکتے ہیں بلکہ اس کے اوپر اور بہت سے indirect ٹیکسز لگتے ہیں، سرچارج بھی لگتے ہیں۔ جو آپ receive کر رہے ہیں consumer سے، وہ وہ نہیں ہیں جو انٹرنیشنل پرائس ہے۔ تو دعوے انہوں نے ایسے کئے ہیں یہاں پر جن کو فنی اور علمی اعتبار سے، ہم قدر کرتے ہیں ان کے جذبات کی مگر ساتھ ساتھ ہمارا فرض ہے کہ ہم ذمہ دار ہیں یہاں پر اور قوم نے ہم پر ٹرسٹ کیا ہے کہ ہم احتساب کریں اور حقائق کو دیکھیں اور اس بات کی ضرورت ہے کہ اس پر بحث ہو اگر ہم اس سیشن میں مکمل نہیں کرسکتے ہیں تو آئندہ کیجیے لیکن میرا خیال یہ ہے کہ سابقہ گورنمنٹ کا بھی قرضہ ہمارے سامنے آنا چاہیئے۔ آخر وہ by default کیوں ہو جائے ان کا کیس اور دوسری طرف یہ کہ جو نئے ایشوز انہوں نے اٹھائے اس پر بھی یہاں بحث ہونی چاہیئے۔

میڈم قائمقام چیئرمین: جناب ڈاکٹر ریحان صاحب۔

ڈاکٹر محمد ریحان: جناب والا! میں حاجی محمد علی خان صاحب لیڈر آف دی ہاؤس

کی تجویز کی مکمل حمایت کرتا ہوں کیونکہ اس پر کافی ممبران صاحبان اظہار خیال کر چکے ہیں اور وزیراعظم صاحب نے یہاں پر آکر وائنڈ اپ کیا اور اس کے ساتھ ساتھ جناب والا! میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ آج ہمارے ملک میں انتخابات کا دور دورہ ہے ....

میڈم قائمقام چیئرمین: نہیں، آپ اس کا ذرا کریں ناں۔

ڈاکٹر محمد ریحان: میں اس کی مکمل تائید کرتا ہوں۔

میڈم قائمقام چیئرمین: ہاؤس کی کیا رائے ہے وزیراعظم صاحب کی تقریر کے بعد اس کو چھوڑنا چاہیئے۔

ڈاکٹر محمد ریحان: اس کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ اگلے ائٹم کو لے لینا چاہیئے۔

میڈم قائمقام چیئرمین: حافظ حسین احمد صاحب آن پوائنٹ آف آرڈر۔

حافظ حسین احمد: آن پوائنٹ آف آرڈر جناب ابھی ہماری معلومات میں اضافہ ہوا کہ وزیراعظم صاحب اس تحریک التوا کو wind up کرنے تشریف لائے تھے حالانکہ ہم تو خوش ہوئے کہ وہ سینٹ کو رونق بخشنے آئے۔

میڈم قائمقام چیئرمین: نہیں انہوں نے windup ویسے ہی کہا۔

حافظ حسین احمد: نہیں میں کہہ رہا ہوں کہ آپ ان کی توہین نہ کریں اتنے منسٹر صاحبان بیٹھے ہوئے ہیں اگر آپ وہ اس وقت ہمیں کہتے آج آپ کس طرح ٹوٹل پورا کر رہے ہیں۔

میڈم قائمقام چیئرمین: نہیں جی کون windup کہہ رہا ہے جی؟

حافظ حسین احمد: جناب قائد ایوان صاحب نے فرمایا اور آپ خود فرمانے لگیں کہ ایک طریقے سے انہوں نے windup کیا۔ رولز کے مطابق ہمارے محترم وزرائے کرام تشریف فرمائیں۔ شکور الاسلام صاحب ہیں پارلیمانی امور کے وزیر، وہ دو جملے بھی کہہ دیں تب windup ہوگا لیکن خدارا یہ نہ کریں کہ پہلے وہ جس طرح تشریف لائے اور بعد میں پاسپورٹ بنا، پہلے انہوں نے بات کی بعد میں انہوں نے windup کروالی۔ اس طرح ہر چیز نہ چلائیں۔ بلکہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ دو چار جملے ہی کہہ دیں اور باضابطہ طور پر اسے windup کریں۔

میڈم قائمقام چیئرمین: جناب ڈاکٹر بشارت الٰہی صاحب آن پوائنٹ آف آرڈر۔

Dr. Bisharat Elahi: Thank you very much Madam Chairman. I believe that the Prime Minister was here to justify his economic package. And he was not here to wind up the debate. As so how far he has been successful in justifying the economic package, that is for this House to decide. But I definitely feel that we deserve our right to respond to what the Prime Minister has said. Because we spoke before him and we spoke last of all. And I for one do not accept all that he said with all due respect. I beg to differ with him on a number of issues and one particular issue has already been pointed out by Prof. Khurshid Ahmed. Thank you very much.

Madam Acting Chairman: Mr. Yousaf Shaheen Sahib, on point of order.

جناب یوسف شاہین: جناب قائدایوان نے جو کچھ کہا ہے وہ بھی صحیح ہے مگر اکانومک پیکج انہوں نے سات ارب روپے کا دیا ہے اور سو ارب روپیہ ہمارا ڈیفیسٹ ہے۔ آخر ہم بھی 5 دفعہ اٹھے ہیں .....

میڈم قائمقام چیئرمین: شاہین صاحب! یہاں کافی سپیکر بولنا چاہتے ہیں پھر تو یہ بحث اگلے سیشن تک یہ کر سکتے ہیں اسے ہم continue رکھتے ہیں next session کے لئے جب پورا ہاؤس یہی چاہتا ہے تو جاری رکھیں گے اب میں ہاؤس کو ایڈجرن کرتی ہوں۔

and I will read out the order of the President.

In exercise of the powers conferred by the clause 1, of the article 54, of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, the President hereby prorogues the Senate on the conclusion of its sitting on 5th September, 1993. Thank you.

Signed

Wasim Sajjad, Acting President.

[The House then prorogued sine die]

PCPPI—340 (96) Senate—14-3-96—180.